بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماھنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

بیادگار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و وفا، فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی) قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دور جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون
صاحبزادہ مفتی حافظ **خلیل احمد یوسفی**

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ یوسفی
(ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی)

سرکولیشن کنٹرولرز
شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر یوسفی

حسن ترتیب

۱	حمد باری تعالیٰ و نعت شریف۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۵
۴	درس حدیث شریف۔	۱۰
۵	حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ۔	۱۷
۶	صفر المظفر اور آخری چہار شنبہ۔	۲۲
۷	حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اور کشف المحجوب شریف	۲۶
۸	بخاری شریف، بحوالہ تیسیر الباری۔	۳۳
۹	اوراد و وظائف محمدیہ یوسفیہ۔	۳۷
	Education Through Hadith Shalrif	۳۵/ا
۱۱	ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا اعزاز۔	۴۶

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

بفضل عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی **محمد اللہ دتہ یوسفی** زمزم
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **منیر احمد یوسفی**
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **بشیر احمد یوسفی**
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ **خلیل احمد یوسفی**
سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک) روپے

الجزائر، ایران، ترکی، عراق	2000
عرب امارات وسعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

زیر انتظام صاحبزادہ **بشیر احمد یوسفی** صاحبزادہ حافظ مفتی **خلیل احمد یوسفی** صاحبزادہ **محمد ابوبکر صدیق یوسفی** زمزم

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا
ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ''
جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ سکیم لاہور
042-36880027,0300-4274936

پروف ریڈرز مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی
شیخ محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد وسیم یوسفی

قیمت فی شمارہ
30 روپے

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شادباغ لاہور

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر۔ 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.facebook.com/seedharastah

حمد باری تعالیٰ

از قلم: پیر طریقت صاحبزادہ محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم

تو ہی بس خدا° ہے ہمارا اِلٰہی°
ہمیں ہے ترا ہی سہارا اِلٰہی°

نمایاں ہر اِک ذرّے میں ذات تیری
ترا ہر طرف ہے نظارہ الٰہی!°

مدد کیلئے تیری مخلوقِ گل نے
تجھے مشکلوں میں پکارا اِلٰہی!°

تری شانِ قدرت کا ہر ذرّہ مظہر
زمیں آسماں ہر ستارہ الٰہی°

اَبھی تک تیرے بحرِ لطف و کرم کا
کسی نے نہ پایا کنارہ اِلٰہی°

پہنچ جاؤں طیبہ کی گلیوں میں مَیں بھی
مرے واسطے ہو اِشارہ اِلٰہی°

جو دولت سخن کی ملی یوسؔفی کو
یہ فضل و کرم ہے تمہارا الٰہی°

°جل جلالہٗ۔

تمام قارئین کرام کو ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ''

لاہور اور ابوبکر کمپیوٹر سینٹر کی جانب سے

ربیع الاول شریف کی آمد پر پیشگی مبارک باد ہو۔

منجانب: مینجمنٹ ابوبکر کمپیوٹر سینٹر

ایہہ دھرتی نہ ہندی نہ اَسمان ہندا

از قلم: امین علم لدنی حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اَیہہ دھرتی نہ ہُندی نہ اَسمان ہندا
جے پیدا نہ عَرشاں دا مہمان ہندا

نہ شمس و قمر ، کہکشاں نہ ستارے
نہ جنت نہ جنت دا سامان ہُندا

اَیہہ جلوے اَیہہ منظر اَیہہ رنگین نظارے
محمد☆ دے ہونے تھیں ہوئے نے سارے

جے پیدا نہ ہندے محمد☆ پیارے
نہ ظاہر کدی آپ رحمان ہندا

پنگھوڑے چہ جد سوہنا اُنگلی ہلاوے
تے چن اُوہدی اُنگلی تے نَچ نَچ وِکھاوے

تے پارے دے وَانگوں پیا دَوڑ لاوے
جدھر کملی والے دا فرمان ہُندا

جنھوں نور اپنے توں رَبّ نے بنایا
مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ دا پا تاج آیا !

کدی ربّ نہ کہندا سِرَاجًا مُّنِیْرًا
جے ساڈے جیہا سوہنا اِنسان ہُندا

کرم جے نہ ہُندا میرے مصطفیٰ☆ دا
نہ لگدا پتا اِبتدا اِنتہا دا

نہ یوسفؔ نگینہ لٹاوندا نگینے
نہ مضمون ہُندا نہ عنوان ہُندا

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

اداریہ

نیٹو حملہ اور ہمارا اُصولی موقف

اِس سال کے شروع میں امریکی جاسوس ریمنڈ ڈیوس نے لاہور میں دو بے گناہ پاکستانیوں کو دن دیہاڑے قتل کردیا تو پاکستانی عوام نے اِس کھلی بدمعاشی اور دہشت گردی پر بھرپور احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قاتل کے خلاف مقدمہ درج کر کے سزائے موت دی جائے۔ حکومت پنجاب نے عوام کے احتجاج اور جذبات کو دیکھتے ہوئے قانون کے مطابق مقدمہ قتل درج کر کے چالان عدالت میں پیش کردیا لیکن وفاقی حکومت پاکستان نے امریکی دباؤ کے تحت مقتولین کے ورثاء کو دیت کی رقم کے عوض ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرواکر پاکستان سے نکل جانے کا موقع فراہم کر کے اپنی بے حمیتی کا مظاہرہ کیا۔ اِس سے شہہ پا کر افغانستان میں موجود امریکی افواج نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو ایک نیا ڈرامہ کیا کہ ایبٹ آباد میں ایک مکان پر حملہ کر کے چند نامعلوم اَفراد کو موت کے گھاٹ اُتار کر ذرائع ابلاغ پر یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ امریکہ کو مطلوب اُسامہ بن لادن اِس مکان میں روپوش تھا جس کو امریکی کمانڈوز نے آپریشن کر کے مار دیا ہے اور پھر رات کی تاریکی میں اُس کی لاش کو سمندر میں بہا دیا۔

اِس امریکی بدمعاشی اور دہشتگردی سے حکومت پاکستان تو شاید باخبر تھی کہ صدر اور وزیر اعظم پاکستان نے اِس کو عظیم فتح قرار دیا۔ لیکن عوام نے اِس امریکی جارحیت کے خلاف شدید احتجاج کیا جس سے حکومت بالخصوص عسکری قیادت کا تشخص عوام کی نظروں میں مجروح ہوا۔ اِس صورت حال کے پیشِ نظر حکومت نے پارلیمنٹ کا خفیہ اِجلاس بلا کر عسکری قیادت سے جواب طلبی کی اور امریکہ کے خلاف ایک مذمتی قرارداد منظور کی گئی۔ لیکن امریکہ نے اِس قرارداد کو کوئی اہمیت نہ دی اور بڑی ڈھٹائی سے پاکستانی علاقوں پر ڈرون حملے جاری رکھے' یہاں تک کہ مبینہ دہشتگردوں کی سرکوبی کے بہانے پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی علاقے مہمند ایجنسی میں مشکوک اَفراد کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے قائم فوجی چوکیوں پر نیٹو ہیلی کاپٹروں نے حملہ کر کے کم وبیش ۳۰ پاکستانی فوجیوں کو شہید کر دیا۔ جس پر پاکستانی حکومت اور عسکری قیادت کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بھی بھرپور احتجاج ہوا اور ہو رہا ہے۔ عوامی سطح پر حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ امریکہ کے ساتھ فرنٹ لائن اتحادی کی حیثیت سے ہر قسم کا تعاون ختم کرتے ہوئے اِس مسئلہ کو عالمی سطح پر اُٹھائے۔ نتیجتاً حکومت نے بادلِ نخواستہ امریکہ کے زیرِ استعمال "شمسی ایئربیس" خالی کروانے کے علاوہ افغانستان میں نیٹو افواج کی سپلائی لائن بھی بند کردی ہے۔

حکومت کے اِس اقدام کی وجہ سے افغانستان میں نیٹو افواج کے لئے مسائل پیدا ہوتے دیکھ کر امریکہ اور نیٹو حکام کی طرف سے حملہ کے واقعہ کو غیر اِرادی قرار دیا جا رہا ہے۔ اِس سلسلہ میں نیٹو کے جنرل سیکرٹری "راسموسین" نے پاکستانی فوجی چوکیوں پر حملہ کو غیر ارادی قرار دیا ہے۔ جبکہ ایساف کے ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ نیٹو ہیلی کاپٹروں نے زمینی کارروائی میں مصروف نیٹو افواج کی مدد کی پکار پر اِس ننگی جارحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ دوسری طرف اِتحادی افواج کے ایک عہدیدار نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ پاکستانی فوجی چوکیوں پر حملہ اپنے دفاع میں کیا گیا ہے۔ جبکہ برطانوی اخبار گارڈین نے اپنی ایک خصوصی اَشاعت میں اِنکشاف کیا ہے کہ جس وقت پاکستانی فوجی چوکیوں پر حملہ کیا گیا اُس وقت وہاں متعین پاکستانی اہلکار سو رہے تھے۔ اِس بارے میں افواجِ پاکستان کے سابق کمانڈر انچیف جنرل اسلم بیگ کا بیان کافی قرین قیاس ہے کہ طالبان کے روپ میں افغان دہشتگردوں کو اِن پوسٹوں پر متعین پاکستانی اہلکاروں نے گرفتار کرلیا۔ جن کو چھڑانے کے لئے نیٹو فورسز نے اُن پر حملہ کردیا اور جب تک اِن دہشتگردوں کو چھڑا کر افغانستان منتقل نہیں کیا گیا یہ حملے جاری رہے اور ۳۰ پاکستانی فوجی شہید ہوگئے۔

اِن حالات وواقعات کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ نیٹو حملہ غلط فہمی یا غیر ارادی نہیں بلکہ طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا

گیا تھا۔ اور اس ساری کارروائی کے پس پردہ امریکہ کی وہ منافقانہ ذہنیت کارفرما ہے جس کے تحت وہ ایٹمی پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی منصوبہ بندی پر عمل پیرا ہے۔ ایسی کارروائیوں سے ایک تو وہ افواجِ پاکستان میں نظم و ضبط کے مسائل پیدا کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا اندرون حملوں سے پاکستان میں پشتون عوام میں عدم تحفظ کے احساسات پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ پاکستانی فوج سے بدگمان اور بدظن ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو جائیں۔

اس تناظر میں ضروری ہے کہ امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی کا فدویانہ کردار ترک کر کے قومی غیرت و حمیت اور تشخص کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملکی و ملی مفاد میں مضبوط اور اصولی موقف اختیار کیا جائے۔ امریکہ اور نیٹو کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے اور نہ ہی پہلے کی طرح مفاہمانہ پالیسی اختیار کر کے نیٹو سپلائی لائن بحال کی جائے نیز امریکہ کے زیر استعمال دیگر پاکستانی ہوائی اڈے بھی خالی کروائے جائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے ہمیں اِستقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے اور دشمن کے عزائم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جامعہ یوسفیہ کا اعزاز

الحمدللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے اور ہمارے پیر و مرشد کی دعاؤں سے ہمارے جامعہ کی طالبہ **''بنت غلام محمد یوسفی''** رول نمبر ۴۸۹ نے **''تنظیم المدارس''** کے درجہ عالیہ کے امتحان میں **۶۰۰** میں سے **۵۲۴** نمبر لے کر **دوسری پوزیشن** حاصل کی ہے۔ جو کہ ہمارے **جامعہ یوسفیہ** کے لئے اللہ ربُّ العزّت کی بہت بڑی عنایت اور بہت بڑا اعزاز ہے۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ یوسفیہ کی طالبات کی اکثریت ہمیشہ **ممتاز مع شرف** کے درجہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ آپ بھی اپنی بچیوں کو **جامعہ یوسفیہ** میں داخل کروا کر نورِ علم سے منور کرائیں۔

لاہور ملتان اور حویلی لکھا میں جامعہ یوسفیہ برائے طلباء و طالبات کے تمام درجات اور شاخوں میں داخلہ جاری ہے۔

رابطہ کے لئے: (حویلی لکھا) 0333-6943019، (ملتان) 0333-6150863، (لاہور) 042-36880027-28,0300-4274936

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب کی ایگزیکٹو باڈی کے انتخابات

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب کی مجلس عام کا اجلاس بسلسلہ انتخابات ایگزیکٹو باڈی مؤرخہ 27 نومبر 2011ء بروز اتوار سوسائٹی کے مرکزی دفتر میں بانی و سرپرست اعلیٰ جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کی زیر صدارت میں ہوا۔ الیکشن، چیف الیکشن کمشنر جناب شیخ محمد یوسف صاحب اور معاون جناب شیخ حاجی جاوید فاضل صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل عہدیداران اور ممبران کا آئندہ دو سال 2012-2013 کے لئے انتخاب ہوا۔ اور مورخہ 4 دسمبر کو بانی و سرپرست اعلیٰ جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے تمام عہدداران سے جامع مسجد محمد ابوبکر صدیق (بلاک C-I) گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں حلف لیا۔

شیخ عقیل احمد یوسفی (صدر)، شیخ محمد یونس یوسفی (نائب صدر اوّل)، میاں محمد یوسف یوسفی (نائب صدر دوئم)، رشید احمد جنجوعہ یوسفی (جنرل سیکرٹری)، شیخ عبدالعلیم یوسفی (جوائنٹ سیکرٹری)، محمد یونس فیضی یوسفی (فنانس سیکرٹری)، حافظ محمد ظفر اقبال یوسفی (سیکرٹری اطلاعات) اور محمد شہزاد انور یوسفی، محمد وحید احمد خان یوسفی، حاجی شیخ حمید فاضل، حاجی محمد سلیم یوسفی، محمد اقبال ندیم یوسفی (ممبران ایگزیکٹو باڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ...ہ (البقرۃ:۲۷۴) "وہ جو رات اور دن میں چھپے اور ظاہر اپنے مال خرچ کرتے ہیں' اُن کے لئے اُن کے ربّ (کریم) کے پاس نیک اجر و ثواب ہے اور اُن کو نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم"۔

حضرت امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے تفسیر مظہری شریف میں لکھا ہے: فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْقَاتِ وَالْاَحْوَالِ كُلَّمَا نَزَلَتْ بِهِمْ حَاجَةُ مُحْتَاجٍ عَجَّلُوْا فِيْ قَضَآئِهَا وَلَمْ يُؤَخِّرُوْهُ وَلَمْ يَتَعَلَّلُوْا بِوَقْتٍ وَلَا حَالٍ [1] "وہ ہر وقت اور ہر حالت میں دیتے ہیں جب کسی محتاج کی حاجت سامنے آتی ہے' فوراً اُس کو پورا کرتے ہیں۔ قطعاً تاخیر نہیں کرتے۔ نہ وقت کو بہانہ بناتے ہیں نہ حال کو"۔

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ اَصْحَابِ الْخَيْلِ [2] "یہ آیت گھوڑوں والوں کے بارے میں نازل ہوئی"۔ فِيْمَنْ يَرْبُطُهَا لَا خُيَلَاءَ وَلَا لِضِمَارٍ [3] "جو گھوڑے باندھتے ہیں لیکن اظہارِ تکبر اور شرط کے لئے نہیں باندھتے"۔

حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' اِنَّهٗ كَانَ يَنْظُرُ اِلَى الْخَيْلِ مَرْبُوْطَةً بَيْنَ الْبَرَاذِيْنِ وَالْهُجْنِ [4] "یہ کہ وہ عمدہ نسل کے اور گھٹیا نسل کے باندھے ہوئے گھوڑے دیکھتے تو کہتے اِس آیتِ مبارک میں یہ گھوڑوں والے مراد ہیں۔

حضرت امام ابن المنذر' امام ابن ابی حاتم اور امام الواحدی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَمْ يَرْتَبِطْهُ رِيَآءً وَلَا سُمْعَةً [5] جس نے اللہ (جل جلالہ) کی راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھا جب کہ ریاکاری اور شہرت کے لئے نہ باندھا ہو تو وہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر اس آیتِ مبارک میں ہے۔

حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے وَذَكَرَ الْبَغَوِيُّ اَنَّهٗ قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ وَاَبُوْ دَرْدَآءٍ وَّمَكْحُوْلٌ وَّالْاَوْزَاعِيُّ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ يَرْتَبِطُوْنَ الْخَيْلَ لِلْجِهَادِ فَاِنَّهَا تَعْتَلِفُ لَيْلًا وَّنَهَارًا سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَكَذَا اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَبِيْ حَاكِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَرِيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [6] "حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ' حضرت مکحول علیہ الرحمہ اور حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مذکورہ اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو جہاد کے لئے گھوڑے پالتے تھے' گھوڑوں کو رات' دن علانیہ اور پوشیدہ چارہ دیا جاتا تھا"۔

---

[1] مظہری جلد ۱ ص ۳۹۳' روح البیان جلد ۱ ص ۴۳۵' تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۹۱۔ [2] تفسیر ابن ابی حاتم رازی جلد ۲ ص ۵۴' دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰' فتح القدیر جلد ۱ ص ۳۷۲۔ [3] دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰۔ [4] دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰' ابن جریر جلد ۳ ص ۱۰۱۔ [5] فتح القدیر جلد ۱ ص ۳۷۲' دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰۔ [6] مظہری جلد ۱ ص ۳۹۳۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''تاریخ'' میں اور حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابو کبشہ ؓ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ وَاَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَیْهَا وَالْمُنْفِقُ عَلَیْهَا کَالْبَاسِطِ یَدَهٗ بِالصَّدَقَةِ** ۷ ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر باندھی ہوئی ہے اور گھوڑوں والے گھوڑوں پر اور گھوڑوں پر خرچ کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جو صدقہ دینے کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِیْمَانًا ؕ بِاللّٰهِ وَتَصْدِیْقًا ؕ بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ** ۸ ''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر ایمان رکھتے ہوئے اور اُس کے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے اللہ (عزَّ وجَلَّ) کی راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالے تو گھوڑے کا کھانا، پینا، لید اور پیشاب سب کچھ قیامت کے دن اُس کے میزان میں رکھا جائے گا''۔

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ عَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ عَوْفٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فِیْ نَفَقَتِهِمْ فِیْ جَیْشِ الْعُسْرَةِ ۹ ''حضرت ابن المنذر ؓ نے حضرت سعید بن مسیّب ؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اِس آیتِ مبارک کا نزول حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان ؓ کے متعلق ہوا جنھوں نے جیش عسرت (تبوک کو جانے والے تنگ حال مجاہدین کے لشکر) کو خرچ دیا تھا''۔

عظیم خرچ:

اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ، اِبْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَّالطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَتْ فِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ؓ کَانَتْ مَعَهٗ اَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَاَنْفَقَ بِالَّیْلِ دِرْهَمًا وَّبِالنَّهَارِ دِرْهَمًا وَّسِرًّا دِرْهَمًا وَّعَلَانِیَةً دِرْهَمًا ۱۰ ''حضرت عبدالرزاق، حضرت ابنِ جریر، حضرت ابنِ ابی حاتم اور حضرت امام طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل فرمایا ہے کہ یہ آیتِ مبارک امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی آپ کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم چھپا کر اور ایک درہم اعلانیہ خرچ فرمایا تھا''۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الْکَلْبِیِّ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا حَمَلَکَ هٰذَا؟ قَالَ حَمَلَنِیْ اَنِ اسْتَوْجَبَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی الَّذِیْ وَعَدَنِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اِنَّ ذٰلِکَ لَکَ ۱۱

وَقِیْلَ نَزَلَتْ فِیْ شَانِ الصِّدِّیْقِ ؓ حِیْنَ تَصَدَّقَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفِ دِیْنَارٍ عَشْرَةَ الْاٰفِ مِنْهَا بِاللَّیْلِ وَعَشْرَةَ بِالنَّهَارِ وَعَشْرَةَ سِرًّا وَّعَشْرَةَ عَلَانِیَةً ۱۲ ''یہ آیتِ مبارک امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ اُنھوں نے چالیس ہزار دینار بیک وقت خرچ کئے۔ دس ہزار رات کو دس ہزار دن کو دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر کرکے''۔

---

۷ دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰۔ ۸ مظہری جلد ۱ ص ۳۹۴، شرح جلد ۵ ص ۵۳۲، بخاری فی الجہا باب من احتبس فرسا حدیث نمبر ۲۸۵۳، نسائی حدیث نمبر ۳۵۸۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۶، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۹۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۵۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۸۶۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۵۴۸، مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۹۲، تفسیر مواہب الرحمان جلد ۱ جز ۳ ص ۹۵۔ ۹ مظہری جلد ۱ ص ۳۱۳، دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۱، روح المعانی جلد ۲ ص ۴۶، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۷۲، تفسیر مواہب الرحمان جلد ۱ جز ۳ ص ۹۹۔ ۱۰ مظہری جلد ۱ ص ۳۹۳، دُرِّ منثور جلد ۲ ص ۱۰۰، روح المعانی جلد ۲ ص ۴۶، تفسیر مواہب الرحمان جلد ۱ جز ۳ ص ۹۳، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۷۲، تفسیر ابن ابی حاتم رازی جلد ۲ ص ۵۴، بحرالمحیط جلد ۲ ص ۳۴۴، تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۱۵۳، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۲۵، تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۹۱، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۸۱۔ ۱۱ روح المعانی جلد ۲ ص ۴۶، تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۹۱۔ ۱۲ روح البیان جلد ۱ ص ۴۳۵، روح المعانی جلد ۲ ص ۴۷، بحرالمحیط جلد ۲ ص ۳۴۴، تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۹۱، تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۱۵۷۔

منصبِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد فرمایا:

حضرت امام ابنِ المنذر نے امام ابن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: لَمَّا قَبَضَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاسْتُخْلِفَ عُمَرُ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ بَعْضَ الطَّمَعِ الْفَقْرُ وَاِنَّ بَعْضَ الْيَأْسِ غِنًى، وَاِنَّكُمْ تَجْمَعُوْنَ مَالَا تَاْكُلُوْنَ وَتَاْكُلُوْنَ مَا لَا تَدْرُكُوْنَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ بَعْضَ الشُّحِّ شُعْبَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ فَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِاَنْفُسِكُمْ فَاَيْنَ اَصْحَابُ؟ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) [۱۳] ''جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اُنہوں نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی حمد وثناء فرمائی۔ پھر فرمایا: ''اے لوگو! بعض لالچ فقر ہیں' بعض مایوسیاں غنا ہیں تم وہ جمع کرتے ہو جو کھاتے نہیں ہو۔ اور اُن چیزوں کی اُمید رکھتے ہو جو پاتے نہیں ہو۔ جان لو کہ بعض بخل نفاق کا شعبہ ہیں۔ پس اپنے نفسوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرو۔ اِس آیت مبارک والے کہاں ہیں؟ (تو زیر بحث آیت محولہ بالا تلاوت فرمائی)''۔

سخاوت کرنے والے رحمت کے بادل کی طرح ہے:

تفسیر روح البیان میں ہے چھ چیزیں چھ چیزوں میں حسین ہوتی ہیں۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں: اَلْعِلْمُ وَالْعَدْلُ السَّخَاوَةُ وَالتَّوْبَةُ وَالصَّبْرُ وَالْحَيَآءُ ''علم اور عدل اور سخاوت اور توبہ اور صبر اور حیاء۔

یہ چھ چیزیں جن چیزوں میں حسین ہیں وہ یہ ہیں: اَلْعِلْمُ فِي الْعَمَلِ وَالْعَدْلُ فِيْ سُلْطَانٍ وَّالسَّخَاوَةُ فِي الْاَغْنِيَآءِ التَّوْبَةُ فِي الشَّبَابِ وَالصَّبْرُ فِي الْفَقْرِ وَالْحَيَآءُ فِي النِّسَآءِ ''(۱) علم عمل میں (۲) عدل بادشاہ میں (۳) سخاوت اغنیاء میں (۴) توبہ جوانی میں (۵) صبر فقر میں (۶) اور حیاء عورت میں

۱۔ اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَبَيْتٍ بِلَا سَقْفٍ = علم بغیر عمل کے اُس گھر کی طرح ہے جس پر چھت نہ ہو۔

۲۔ وَالسُّلْطَانُ بِلَا عَدْلٍ كَبِئْرٍ بِلَا مَآءٍ = جس بادشاہ میں عدل و انصاف نہ ہو وہ اُس کنویں کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو۔

۳۔ وَالْغَنِيُّ بِلَا سَخَاوَةٍ كَسَحَابٍ بِلَا قَطْرٍ = دولت مند جس میں سخاوت نہ ہو وہ اُس بادل کی طرح ہے جس میں بارش نہ ہو۔

۴۔ وَالشَّبَابُ بِلَا تُوْبَةٍ كَشَجْرٍ بِلَا ثَمَرٍ = اور وہ جوانی جس میں توبہ نہ ہو تو وہ اُس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو۔

۵۔ وَالْفَقْرُ بِلَا صَبْرٍ كَقِنْدِيْلٍ بِلَا ضِيَآءٍ = اور وہ فقر جس میں صبر نہ ہو وہ اُس چراغ کی طرح ہے جس میں روشنی نہ ہو۔

۶۔ وَالنِّسَآءُ بِلَا حَيَاءٍ كَطَعَامٍ بِلَا مِلْحٍ = اور عورت وہ جس میں حیا نہ ہو وہ اُس طعام کی طرح ہے جس میں نمک نہ ہو۔

فَعَلَى الْغَنِيِّ اَنْ يُّمْطِرَ مِنْ سَحَابِ غَنِيِّ بَرَكَاتِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَيُسَبِّبُ لِاَ حَيَآءِ قُلُوْبٍ مَاتَتْ بِالْفَقْرِ وَالْاِحْتِيَاجِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ [۱۴] دولت مند کو چاہئے کہ وہ اپنی دولت مندی کے ذریعے ایسے برکات کی بارش برسائے کہ جس سے دُنیا سیراب ہو ایسے سبب بنائے کہ مردہ دِلوں کو سیرابی ہو کہ دین و دنیا کی محتاجی دُور ہو جائے۔ اِس لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) محسنین کا اَجر ضائع نہیں فرماتا۔

[۱۳] دُرِ منثور جلد ۲ ص ۱۰۱' روح المعانی جلد ۲ ص ۴۷۔ [۱۴] روح البیان جلد ۱ ص ۴۳۵۔

پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورد   جہاں از پے خویشتن گرد کرد [۱۵]

''پسندیدہ وہ شخص ہے جس نے دوسروں کو دیا اور خود بھی کھایا اُیسے شخص نے بہت سرمایہ جمع کیا''۔

قرآنِ مجید میں کل ۱۲ آیاتِ مبارکہ ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا ہے: لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○

(۱) ہدایت کے پیروکار:

فَمَنۡ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ [۱۶] ''تو جو کوئی میری ہدایت کا پیروکار ہوا سے نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم''۔

(۳) اِیمان والے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ج وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ [۱۷] ''بے شک وہ لوگ جو ایمان والے ہیں اور وہ لوگ جو یہودی اور عیسائی اور ستارہ پرست ہیں' اُن میں سے جو اللہ (ﷻ) پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے اعمال کرے' اُن کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں اجر وثواب اور اُن پر کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے''۔

(۴) محسن:

بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحۡسِنٌ فَلَہٗ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ص وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ [۱۸] ''ہاں! کیوں نہیں' جس نے اپنا منہ جھکایا اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے لئے اور وہ محسن (نیکوکار) ہے تو اُس کا اجر اُس کے رب (کریم) کے پاس ہے اور اُنہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم''۔

(۵) اِحسان نہ جتلانے والے:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَآ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لا لَّھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ج وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ [۱۹] ''وہ جو اپنے مال اللہ (ﷻ) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دینے کے بعد احسان نہ جتائیں اور نہ تکلیف دیں اُن کا اجر اُن کے ربّ (عظیم) کے پاس ہے اور اُنہیں نہ کچھ خوف ہے اور کوئی غم''۔

اِحسان جتانا یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اُس کا ذکر کریں اور فقیر کو رسوا کریں اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اُسے طعنہ دیں۔ اِن سے صدقات کا ثواب جاتا رہتا ہے بلکہ مسلمانوں کو اِیذا دینے کا عذاب لازم ہو جاتا ہے۔ [۲۰]

(۶) رات اور دن میں اور چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرنے والے:

زیرِ بحث آیتِ مبارک [۲۱] کا مطالعہ فرمائیں

[۱۵] روح البیان جلد ۱ ص ۴۳۵۔ [۱۶] البقرۃ:۳۸۔ [۱۷] البقرۃ:۶۲۔ المائدہ:۶۹۔ [۱۸] البقرۃ:۱۱۲۔ [۱۹] البقرۃ:۲۶۲۔ [۲۰] نور العرفان زیر آیت حاشیہ نمبر ۲۔ [۲۱] البقرۃ:۲۷۴۔

(۷) ایمان والے، اَعمال صالح کرنے والے نمازی اور زکوٰۃ دینے والے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۲ "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز (پنجگانہ) قائم کی اور زکوٰۃ دی، اُن کا اجر اُن کے ربّ (کریم) کے پاس ہے نہ اُنہیں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"۔

(۸) شہدا کو کوئی خوف و غم نہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ○ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۳ "اور جو اللہ (ﷻ) کی راہ میں شہید کئے جائیں اُنہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور ربّ (ذوالجلال والاکرام) کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ خوش ہیں اِس پر جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور خوشیاں منا رہے ہیں۔ اپنے پچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور یہ کہ اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ کوئی غم"۔

(۹) جو ایمان لائے اور سنورے:

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۴ "تو جو ایمان لائے اور سنورے اُن کو نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم"۔

(۱۰) متقی اور صالح:

فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۵ "تو وہ جو پرہیزگاری کریں اور سنورے تو اُن پر نہ خوف ہے اور نہ اُن پر کوئی غم"۔

(۱۱) اولیاء اللہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۶ "سن لو بے شک اللہ (عزّ وجلّ) کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"۔

(۱۲) صاحب استقامت لوگ:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ۲۷ "بے شک وہ لوگ جنہوں نے عرض کیا کہ اللہ (ﷻ) ہمارا ربّ (ذوالجلال والاکرام) ہے۔ اُن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم"۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ وہ لوگ جن پر نہ خوف ہے اور کوئی غم وہ یہ لوگ ہیں ہدایت کے پیروکار، صاحب ایمان، محسنین، اِحسان نہ جتلانے والے، دن رات چھپا کر اور دکھا کر خیرات کرنے والے، صالح اعمال کرنے والے، نماز پنجگانہ کے پابند، زکوٰۃ ادا کرنے والے، شہداء، مومن، متقی صالح، اولیاء اللہ اور صاحب اِستقامت لوگ۔

---

۲۲ البقرۃ: ۲۷۷۔ ۲۳ آل عمران: ۱۷۰۔ ۲۴ الانعام: ۴۸۔ ۲۵ الاعراف: ۳۵۔ ۲۶ یونس: ۶۲۔

درسِ حدیث شریف

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

عَنْ اُمِّ حَرَامٍ اِنَّهَا سَمِعَتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ :۔ "اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا" قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ: "قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فِیْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِیْهِمْ "قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ "اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرٍ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ" قُلْتُ اَنَا فِیْهِمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا [۱]

(حضرت) اُمِّ حرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے (حدیثِ پاک) بیان کی کہ اُس نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر میں (سوار ہو کر) جنگ کرے گا۔ (قَدْ اَوْجَبُوْا) "تحقیق اُن کے لیے واجب ہو گئی"۔ (یعنی بہشت)۔ (حضرت) اُمِّ حرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہتی ہیں، میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں اُس میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو بھی اُس میں ہو گی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہو گی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں اُس میں ہوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں"۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب **صحیح بخاری** میں **باب ما قیل فی قتال الروم** میں "محولہ بالا حدیث شریف کو نقل کیا ہے' اِن دو لشکروں کا ذکر صحیح بخاری شریف میں چند دیگر مقامات پر بھی ہے مگر وہاں "**قَدْ اَوْجَبُوْا**" اور "**مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ**" کے اَلفاظ نہیں ہیں اور مذکورہ دو لشکروں کا ذکر مختلف اَحادیث میں کچھ اِس طرح پھیلا ہوا ہے۔ مثلاً بخاری شریف کے: **بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ** (یعنی مردوں اور عورتوں کے لیے جہاد اور شہادت کے لیے دُعا کرنا) کے باب میں ہے۔

"حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی (حضرت) اُمِّ حرام بنت ملحان [۲] (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)' (جو حضرت انس ؓ کی خالہ اور اُمِّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ ہیں) کے پاس تشریف لے جایا کرتے۔ وہ آپ (ﷺ) کو کھانا کھلاتیں۔ اُن کے خاوند حضرت عبادہ بن صامت ؓ تھے۔ ایک دفعہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ اُن کے گھر تشریف فرما تھے تو اُنہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کے سرِ انور کو آرام پہنچانے یعنی مساج کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے اور (کچھ دیر کے بعد) ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ (حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری اُمّت کے کچھ لوگ میرے سامنے اِس حال میں پیش ہوئے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اُس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ یہ شک اِسحاق راوی نے کیا ہے۔ (فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اللہ کریم سے دُعا فرمائیے' کہ مجھے اُن لوگوں میں سے کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے لیے دُعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے سرِ اَنور سرہانے پر رکھا اور سو گئے' پھر ہنستے مسکراتے ہوئے اُٹھے تو میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو کس بات نے ہنسایا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: میری اُمّت میں سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے' جیسے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ (اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میرے لیے دُعا فرمائیے' اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے اُن جہاد کرنے والوں بھی میں شامل فرمائے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: تم پہلے لوگوں میں ہو گی۔ (حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت امیر معاویہ بن ابی

---

۱ بخاری جلد ۱ ص ۴۱۰-۴۰۹ ۲ یہ رشتے میں آپ ﷺ کی خالہ لگتی ہے۔

سفیان رضی اللہ عنہ کے دَور میں سمندر میں بحری جہاز پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر میں جہاز سے نکلیں اور اپنی سواری پر چڑھنے لگیں تو گر کر ہلاک ہو گئیں۔ (شہید ہو گئیں)''۔

اِسی حدیث شریف کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے **كِتَابُ الْجِهَاد** کے **بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ** ۳؎ میں دوسری سند سے بھی نقل کیا ہے۔ اور پھر اسی واقعہ کو **كِتَابُ الْجِهَادِ** کے **بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ** (سمندر میں سواری کرنا) میں ایک اور سند سے نقل کیا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے **بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْاَةِ فِي الْبَحْرِ** میں بھی یہ حدیث شریف لکھی ہے۔

مذکورہ بالا تمام روایاتِ مبارکہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے سمندری جنگوں اور جہاد کا ذکر فرمایا ہے۔ تمام روایاتِ مبارکہ میں آئندہ کی خبر ہے یعنی خبر غیب غداً ہے۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس حدیث شریف میں ''**مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ**'' فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کے جنتی ہونے پر اِستدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی اِس دوسرے لشکر میں شریک تھا۔

جیسا کہ صحیح بخاری کے حاشیہ جلد ۱ ص ۴۱۰، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۰ ص ۱۹۸، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۸۔۱۲۷، اِرشاد الساری جلد ۵ ص ۱۰۵ پر لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا یزید جنتی ہے۔

''لیکن **ابن التین** اور **ابن المنیر** نے مہلب کا تعاقب کیا ہے کہ یہ تو عمومی بات کہی گئی ہے کہ جو اِس جہاد میں شریک ہوگا اُس کی بخشش ہوگی اور اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی دلیل خاص سے خارج نہ ہوسکے۔ کیونکہ اہلِ علم حضرات کا اِس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ **مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ** کا اِرشاد ''مشروط'' ہے حتیٰ کہ اُن میں اگر کوئی مرتد ہو جائے تو وہ اِس عمومی (بشارت) میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ **مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ** کی بشارت اُن کے لیے ہے، جن میں شرط بشارت پائی جائے''۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں کہتا ہوں اِس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جب کہ اُس کا حال مشہور ہے۔ اگر تو کہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے اُس لشکر کے بارے میں **مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ** فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ عموم میں داخل ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ دلیل خاص سے بھی خارج نہ ہوسکے۔ کیونکہ اہلِ علم کا اِس سے کوئی اِختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ مبارک ''مشروط'' ہے کہ وہ اہلِ مغفرت سے ہو۔ حتیٰ کہ کوئی جہاد والوں میں سے اُس کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ اِس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ پس یہ دلیل ہے اِس پر کہ مغفور وہ ہے جس میں اِن سے شرط مغفرت پائی جائے''۔ ۴؎

فتح الباری میں ہے:

(ترجمہ:) ''(مدینہ قیصر پر غزوہ) یعنی قسطنطنیہ پر چڑھائی۔ مہلب نے کہا، اِس حدیث میں (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے پہلا سمندری جہاد کیا اور اُن کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کہ اُس نے پہلی بار مدینہ قیصر پر چڑھائی کی اور مہلب کا **ابن التین** اور **ابن منیر** نے تعاقب کیا ہے کہ اِس سے لازم نہیں آتا کہ کسی کو دلیل خاص سے بھی اِس عموم سے خارج نہ کیا جاسکے جبکہ اہلِ علم کا اِس پر اِتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ''**مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ**'' مشروط ہے (اہلِ مغفرت سے) حتیٰ کہ اگر کوئی اِس غزوہ کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ متفقہ طور پر اِس عموم سے خارج ہے۔ پس یہ دلیل ہے جس میں شرط مغفرت پائی جائے''۔ ۵؎

فتح الباری میں یہ بھی ہے۔ (ترجمہ) ''کہ اِسی غزوہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے (شہید ہوئے) اور فوت ہونے سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھے باب قسطنطنیہ میں دفن کر دینا چنانچہ اُن کی وصیت کے مطابق اُنہیں وہیں دفن کیا گیا۔ رومی لوگ آپ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے''۔ ۶؎

۳؎ یعنی جو کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں سواری سے گر کر مر جائے وہ مجاہدین میں سے ہے، شہیدوں میں سے ہے۔ ۴؎ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۹۹۔۱۹۸۔ ۵؎ فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۸۔۱۲۷۔ ۶؎ فتح الباری جلد ۶ ص ۱۲۸۔

''اِرشادالساری'' شرح بخاری میں ہے:

''اور جو شہر قیصر قسطنطنیہ پر پہلی بار حملہ آور ہوا وہ یزید تھا اور اُس کے ساتھ سادات صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی۔ مثل حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت ابن زبیر' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ۵۲ھ کو وہیں اِنتقال فرمایا۔ اِس سے مہلب نے یزید کی خلافت اور اُس کے جنتی ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ وہ (مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ) کے اِرشاد کے عموم میں داخل ہے۔ اور اِس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مہلب نے یہ بات بنوامیہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے۔ اور یزید کے اِس عموم میں داخل ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس سے خارج نہیں ہوسکتا کیونکہ اِس پر اتفاق کیا جاچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ'' مشروط ہے۔ اِس شرط کے تحت وہ لوگ مغفرت کے اہل ہوں گے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہوجائے تو وہ بالاتفاق اِس بشارت سے خارج ہے''۔ ے

اور صحیح بات یہ ہے کہ اِس حدیث شریف سے صرف اِتنا ثابت ہوتا ہے کہ اِس غزوہ سے پہلے جو اُس نے گناہ کیے تھے' وہ بخش دیئے گئے۔ کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کردیتے ہیں' بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں۔ ہاں' اگر اِس کے ساتھ یہ بھی فرمادیا ہوتا کہ قیامت تک کے لیے اُس کی بخشش کردی گئی تو بے شک یہ حدیث شریف اُس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں۔

اِسی طرح دیگر روایات میں لوگوں کی بخشش کا اُن کے اعمالِ صالح کی بنیاد پر ذکر ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج اور عمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کو دور کردیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب حج کے سوا کچھ نہیں''۔ ۸ے

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم حاجی سے ملو تو اُسے سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور اِس کے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنی بخشش کی دُعا کرواؤ کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے''۔ ۹ے

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ (عزوجل) آسمان دُنیا کی طرف نزول کرم فرماتا ہے تو حجاج کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے کہ میں نے اِن سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یارب فلاں مرد اور فلاں عورت تو بدکاری کرتے رہے ہیں۔ فرمایا: رب عزوجل فرماتا ہے میں نے اُنہیں بھی بخش دیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ سے زیادہ کوئی دن لوگوں کے آگ سے چھٹکارا پانے کا نہیں۔ ۹ے

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''جو اِیمان اور اخلاص سے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں اِیمان اِخلاص سے عبادت کرے اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شب قدر میں اِیمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرے گا تو اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں''۔ ۱۰ے

ے اِرشاد الساری جلد۵ ص۱۰۵۔ ۸ے مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۵۲۴' مسند احمد جلد۱ ص۲۵۔۳۸۷' جلد۳ ص۴۴۷۔۴۴۶' مرقاۃ جلد۵ ص۳۴۷' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر۲۵۲۱' مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۷۷' ترمذی حدیث نمبر۸۱۰' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۱۶۵۔۱۸۸' نسائی حدیث نمبر۲۶۳۰' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۸۷۹۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص۱۸۶' حدیث نمبر۱۰۴۰۶' کنز العمال حدیث نمبر۱۲۲۸۶۔۱۲۲۸۷' ابن ماجہ حدیث نمبر۲۸۸۷' مرقاۃ جلد۵ ص۴۳۷۔ ۹ے مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۵۳۸' مرقاۃ جلد۵ ص۴۲۵' مسند احمد جلد۲ ص۶۹' مجمع الزوائد جلد۴ ص۱۶' کنز العمال حدیث نمبر۱۱۸۲۳۔ ۹ے شرح السنۃ جلد۴ ص۹۴' حدیث نمبر۱۹۲۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۶۰۱' مرقاۃ جلد۵ ص۵۱۵۔ ۱۰ے بخاری حدیث نمبر۱۹۰۱' مسلم حدیث نمبر۷۶۰۔۱۷۵' ترمذی حدیث نمبر۶۸۳' ابن ماجہ حدیث نمبر۱۶۴۱' مسند احمد جلد۲ ص۲۳۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۹۵۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۳۰۶۔۳۰۴' مجمع الزوائد جلد۳ ص۱۴۴' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۹۰' شرح السنۃ جلد۳ ص۴۴۷' حدیث نمبر۱۷۰۰' کنز العمال حدیث نمبر۲۳۶۷۸۔۲۳۶۷۹۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک کچھ فرشتے راستوں میں اللہ (عزوجل) کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا ذکر کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ چنانچہ وہ فرشتے اُن ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں (یعنی فرشتے ہی فرشتے ہو جاتے ہیں) نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي** [۱۱] "ربّ (ذوالجلال والاکرام) جو علیم و خبیر ہے پوچھتا ہے میرے بندے کیا عرض کرتے تھے"۔ فرمایا: عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح و تکبیر تیری حمد اور تیری بزرگیاں بیان کر رہے تھے فرمایا: رب کریم فرماتا ہے' کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں تیری قسم اُنہوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں، اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بیان کریں اور تیری خوب تسبیح کریں۔ فرمایا: ربّ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے۔ وہ کیا مانگتے تھے؟ عرض کرتے ہیں' تجھ سے جنت مانگ رہے تھے فرمایا: ربّ کریم فرماتا ہے کیا اُنہوں نے جنت دیکھی ہے عرض کیا نہیں۔ فرمایا؟ ربّ (ذوالجلال والاکرام) فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو اُس کے بہت حریص اور بہت طلب گار ہوں اور اس میں بہت راغب ہو جائیں۔ ربّ (عظیم) فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں' دوزخ سے ربّ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے تو کیا اُنہوں نے آگ دیکھی ہے فرمایا: عرض کرتے ہیں یا ربّ (کریم) تیری عزت کی قسم نہیں دیکھی فرمایا: ربّ (ذوالجلال والاکرام) فرماتا ہے اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ فرمایا: عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں' اس سے بہت ڈریں فرمایا: پھر ربّ (رحیم و کریم) فرماتا ہے' میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا فرمایا: اُن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے اُن میں فلاں بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا وہ تو کسی اور کام کے لئے آیا تھا تو ربّ کریم فرماتا ہے **هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ** ذکر کرنے والے ایسے ہم نشین ہیں کہ اِن کے ساتھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا"۔ [۱۲]

اگر یہ تمام لوگ بخشش کے پروانے حاصل کرنے کے بعد لوگوں کا قتل عام کریں تو کیا پھر بھی بخشے جائیں گے؟ جو لوگ یزید کو جنتی کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ا احادیث مقدسہ کے مطالعہ کے بعد یزید کے کردار کا مطالعہ کریں۔

یزید کا کردار:

۶۳ ہجری میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ منورہ اُس پر خروج کی تیاری کر رہے ہیں اور اُنہوں نے اُس کی بیعت توڑ دی ہے۔ یہ سن کر اُس نے ایک بڑا بھاری لشکر اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔[۱۳] اور مدینہ منورہ والوں سے اعلانِ جنگ کر دیا۔ یہاں لوٹ مار کرنے کے بعد یہی لشکر' مکہ معظمہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر لشکر کشی کے لئے بھیجا گیا اور واقعہ حرہ باب طیبہ پر واقع ہوا۔ واقعہ حرہ کی کیفیت حسن مُرّہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ پر لشکر کشی ہوئی تو مدینہ منورہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اِس لشکر کے شر سے بچا ہو۔ ہزار ہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے' مدینہ شریف کو خوب خوب لوٹا گیا۔ ہزاروں باکرہ لڑکیوں کی بکارت زائل کی گئی۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ**o

رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ پاک ہے کہ جو شخص اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم اُس کو

---

[۱۱] بخاری حدیث نمبر ۶۵۰۲' مسلم حدیث نمبر ۲۵۔۲۶۶۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۲۶۷' مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۴۵۔ [۱۲] مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۴' داری جلد ۲ ص ۳۱۷' کنز العمال حدیث نمبر ۴۷ ۱۔ [۱۳] مدینہ منورہ کو لوٹنے والا سپہ سالار حصین بن نمیرہ تھا۔ مدینہ منورہ کو لوٹ کر اور ایک ایک گھر کی بے حرمتی کے بعد یہ مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوا تو راستے میں مر گیا۔

ڈرائے گا اور اُس شخص پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم، اُس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اہل مدینہ شریف نے یزید سے خلع بیعت یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فواحش میں بُری طرح پھنس گیا تھا۔ واقدی، حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ یزید پر حملہ کی ہم نے اُس وقت تیاری کی جب ہم کو یقین ہو گیا کہ اَب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔

مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور کعبۃ اللہ کی بے حرمتی:

حضرت ذہبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یزید نے اہل مدینہ شریف کے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ اُن کے گھر بار اور عزّت و ناموس کو لوٹا اور شراب و دیگر منکرات کا تو وہ پہلے ہی سے عادی تھا۔ اِس صورتحال سے مکہ مکرمہ کے تمام لوگ برافروختہ ہو گئے اور چاروں طرف سے اُس کے خلاف آوازیں بلند ہونے لگیں اور لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی بے حرمتی اور بربادی اُن سے برداشت نہ ہوئی۔ اُدھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس کی عمر بھی تھوڑی رکھی تھی۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کے بعد اُس نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ (مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے) راستے میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا۔ یزید نے فوراً دوسرا سپہ سالار نامزد کر دیا جب یہ یزیدی لشکر مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو اُس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں تک بن پڑا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اِس لشکر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ محصور تھے' اِس لئے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے۔ اُن پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا۔ کعبہ شریف کی چھت اور اُس دنبہ کا سینگ جو بطور فدیہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ شریف کی چھت میں آویزاں تھا سب کچھ جل گیا۔ اِسی آتشزدگی کے باعث اِس کو ''واقعہ حرہ'' کہتے ہیں۔ واقعہ حرہ صفر ۶۴ھ میں پیش آیا اور ماہِ ربیع الاوّل ۶۴ھ کی آخری تاریخوں میں ملک الموت نے یزید کو آ دبوچا اور دُنیا اُس کے ناپاک وجود سے پاک ہوگئی۔ یہاں مکہ معظمہ میں یزیدی لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے برسرپیکار تھا کہ عین میدان کارزار میں یہ خبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی اُس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنے والا مر گیا۔ یہ خبر جب لشکر شامی میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اُس نے سخت ذِلت اُٹھائی۔ لوگوں نے لشکر کا تعاقب کیا اور جو کچھ کر سکتے تھے وہ کیا۔[۱۴]

وحید الزماں اور یزید:

غیر مقلد مصنف وحید الزماں نے ''تیسیر الباری'' شرح بخاری جلد ۴ ص ۱۲۵ میں خوارج' یعنی محبانِ یزید کے لیے کردار یزید پیش کیا ہے۔ جس کو من وعن پیش کیا جاتا ہے۔

''پہلا جہاد معاویہ کے ساتھ ہوا جزیرہ قبرص فتح کرنے کو۔ اِسی میں اُمّ حرام شریک تھیں۔ سن ۵۸ء میں دوسرا جہاد جو قسطنطنیہ پر ہوا۔ یزید بن معاویہ اُس کا سردار تھا۔ اِس میں بھی بہت سے صحابہ شریک تھے۔ ابن عمر' ابن عباس' ابن زبیر اور ابوایوب انصاری۔ اِس حدیث سے بعضوں نے یہ مطلب نکالا ہے۔ جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبحان اللہ! اِس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ یزید جب قسطنطنیہ پر چڑھ گیا تھا۔ اُس وقت تک معاویہ زندہ تھے' اِنہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی۔ کس کے لیے کہ امام برحق جناب امام حسنؓ نے خلافت اُن کو تفویض کی تھی۔ اَب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپؐ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اِعتبار ہے۔۔۔۔ یزید نے گو یہ پہلے

[۱۴] تاریخ الخلفاء ۱۶۶۔

اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ مگر خلیفہ بننے کے بعد اُس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ حضرت امام حسینؓ کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام حسینؓ کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ مسجد نبویؐ اور قبر شریف کی توہین کی، مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی، عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ساتھ ایک لاکھ صحابہ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ اِن گندگیوں کے باوجود بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟

قسطلانی نے کہا یزید امام حسین علیہ السلام کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اِس لیے ہم اُس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اُس کے ایمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور اُس کے مددگاروں پر انتہی"۔ (من وعن)

پروفیسر ابوبکر غزنوی اور یزید کے وکلاء:

پروفیسر ابوبکر غزنوی کے مقالات کو "قربت کی راہیں" کا عنوان دے کر مکتبہ غزنویہ ۴۔ شیش محل روڈ لاہور والوں نے چھاپہ ہے۔ پروفیسر صاحب اور ناشر ہر دو کا تعلق اہل حدیث (یعنی غیر مقلدین) سے ہے۔

پروفیسر صاحب نے یزید کے "خارجی" وکیلوں کی اَفسوسناک حالت بیان کی ہے۔ "آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور اِیمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کھڑے ہو کر اُس محبوبِ بارگاہِ رسالت، اُس جگر گوشۂ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں۔ وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں اِیمان و اِسلام کی نعمت حاصل ہوئی تو کیا اُن کی عیب چینیاں کرتے ہو؟ پھر اِس عیب چینی اور خوردہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب و لہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسا شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہلِ بیت اَطہار کے خلاف مقدمہ میں تمہیں اپنا وکیل بنا لیا ہے"۔ (قربت کی راہیں ص ۱۹۲)۔

پروفیسر صاحب نے بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں یزید اور محبان یزید، شمر بن ذی الجوشن اور ابنِ زیاد کا تعاقب کیا ہے۔ عقل مند کے لیے اِشارہ ہی کافی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور یزید کا حشر:

شیخ المحدثین برکت مصطفٰے فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "تکمیل الایمان" میں "یزید کا حشر" بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "بعض علماء اہلسنّت تو یزید کے معاملہ میں بھی توقف سے کام لیتے ہیں۔ مگر بعض غلو و افراط کی وجہ سے اُس کی شان و منزلت بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر امیر مقرر ہوا تھا، امام حسین علیہ السلام پر ضروری تھا کہ اُن کی اطاعت کرتے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْقَوْلِ وَ ھٰذَا الْاِعْتِقَادِ (یعنی اللہ عزوجل کی پناہ اِس قول اور اِس اعتقاد سے)"مدینہ شریف سے جانے والے لوگوں نے برملا کہا کہ وہ خدا کا دشمن ہے، شراب نوش ہے، تارک الصلوٰۃ ہے، زانی ہے، فاسق ہے، محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا"۔ یزید کی اہل بیت سے عداوت اور اہل بیت کی اہانت و ذلت کے واقعات تسلسل کے ساتھ اُس سے سرزد ہوتے رہے۔ اِن تمام واقعات سے اِنکار از راہ تکلف ہے۔

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین دراصل گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ مومن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے۔ مگر لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ اَیسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر اَفسوس آتا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بھی بے خبر ہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کی اَولاد سے بغض و عداوت اور تکلیف پہنچانا، اُن کی توہین کرنا، باعثِ ایذا و عداوتِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اِس حدیث شریف کی روشنی میں یہ حضرات یزید کے متعلق کیا فیصلہ کریں گے۔ کیا اہانت و عداوت رسول اللہ ﷺ کفر و لعنت کا سبب نہیں ہے۔ اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہے آیتِ کریمہ ملاحظہ ہو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ (پ۲۲ الاحزاب آیت ۵۷) ''بے شک وہ جو اللہ (جلّ شانہ) اور اُس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اُن پر دنیا و آخرت میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ہے۔ (اور اللہ جلّ جلالہٗ) نے اُن کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ علمائے سلف اور مشاہیرات میں بعض نے جن میں حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ جیسے بزرگ شامل ہیں۔ یزید پر لعنت کی ہے۔ ابنِ جوزی جو شریعت اور حفظ سُنّت میں بڑے متشدد تھے۔ اپنی کتاب میں لعنت بر یزید کو علمائے سلف سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر کی نگاہ میں یزید:

نمبر۱: ''اور بے شک روایت کیا گیا ہے کہ وہ یزید مشہور تھا آلاتِ لہو و لعب کے ساتھ اور شراب کے پینے اور گانا بجانا سننے اور شکار کھیلنے اور بے ریش لڑکوں کو رکھنے اور چھینے بجانے اور کتوں کے رکھنے اور سینگوں والے دُنبوں اور ریچھوں اور بندروں کو آپس میں لڑانے میں، اور کوئی دن ایسا نہ تھا جب کہ وہ شراب سے مخمور نہ ہوتا اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کر کے دوڑاتا تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی لڑکوں کے سروں پر بھی، اور گھوڑوں کی دوڑ کرواتا اور جب کوئی بندر مر جاتا تو اُس کو اُس کے مرنے کا صدمہ ہوتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ اُس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اُس نے ایک بندر کو اُٹھایا ہوا تھا۔ اور اُس کو اُچھالتا تھا کہ اُس نے اُس کا کاٹ لیا۔ مورخین نے اِس کے علاوہ اُس کے قبائح بیان کیے ہیں۔ ۱۵؎

نمبر۲: ترجمہ: ''اور نیز اُس (یزید) میں شہوات نفسانیہ میں اِنہماک بھی تھا اور بعض اَوقات بعض نمازوں کو بھی چھوڑ دیتا تھا۔ اور وقت گزار کر پڑھنا تو اکثر اَوقات رہتا تھا۔ حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سن ۶۰ ھ کے بعد اَیسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہواتِ نفسانیہ کی پیروی کریں گے تو عنقریب وہ (جہنم کی وادی) غئی میں گریں گے''۔ ۱۶؎

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۳ ص ۱۲ پر زیرِ نظر حدیث شریف ''میری اُمّت کی ہلاکت قریشی نوجوانوں کے ہاتھ سے'' لکھتے ہیں وَهِيَ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اَوَّلَ الْاَغْلِيْمَةَ كَانَ فِيْ سَنَةِ سِتِّيْنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اسْتَخْلَفَ فِيْهَا''۔ ''اِس میں اِشارہ ہے کہ پہلا نوجوان سن ساٹھ میں ہوگا اور ویسا ہی ہوا۔ کیونکہ یزید بن معاویہ اِس سن میں صاحبِ حکومت ہوا''۔ وَالَّذِيْ يَظْهَرُ اَنَّ الْمَذْكُوْرِيْنَ مِنْ جُمْلَتِهِمْ وَاَنَّ اَوَّلَهُمْ يَزِيْدُ ۱۷؎ ''اور وہ جو اِس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مذکور بھی اُن میں سے تھا اور اُن میں سے سب سے اوّل یزید ہے''۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے الصادق المصدوق نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے سنا، فرماتے تھے۔ ''کہ میری اُمّت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو (یہ سن کر) مروان نے کہا، اُن لڑکوں پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ہو۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ وہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں ہیں''۔ ۱۸؎

☆☆☆

۱۵؎ البدایہ والنہایہ جلد۴ جز۸ ص۲۲۳۔ ۱۶؎ البدایہ والنہایہ جلد۴ جز۸ ص۲۳۰، مستدرک حاکم جلد۲ ص۴۰۶، مسند احمد جلد۳ ص۳۸، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۶ ص۴۶۵۔
۱۷؎ فتح الباری جلد۱۳ ص۱۳۔ ۱۸؎ بخاری جلد۲ ص۱۰۴۶، فتح الباری جلد۱۳ ص۱۱، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۴ ص۱۸۰۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ

(ماہ ربیع الاول شریف کا خصوصی مضمون)

ماخوذ از: یوسف مصر محبت (حصہ اول)

ولادت باسعادت:

حضور نبی کریم رؤف الرحیم' رحمۃ للعالمین' خاتم النبیین' شفیع المذنبین' امام الانبیاء' قائد الخیر' امام الخیر' صاحب التاج و المعراج' امام القبلتین' راحۃ العاشقین' سراج السالکین' محبّ الفقراء والغرباء' نبی الحرمین' صاحب قاب قوسین' محبوبِ رب المغربین والمشرقین' احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل شریف بروز سوموار دُنیا میں جلوہ اَفروز ہوئے۔ "سیرت ابنِ ہشام" میں سیرت نگار محمد بن اسحاق بن یسار ابو محمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لَا ثْنَتَیْ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً خَلَتْ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِیْلِ [۱]

"رسول اللہ ﷺ پیر کے دِن ۱۲ ربیع الاوّل (شریف) عام الفیل میں پیدا ہوئے"۔ (عام الفیل سے مراد ہے وہ سال جس سال اصحابِ فیل نے مکہ مکرمہ پر لشکر کشی کی تھی)۔ آپ ﷺ کے عظیم المرتبت والدِ ماجد کا اِسم مبارک حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عبدالمطلب ہے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت پاکدامن اور نیک سیرت اِنسان تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نبوت کا نور آپ کی جبین مبارک سے چمکتا تھا۔ نکاح کے بعد بغرضِ تجارت ملک شام کی طرف سفر فرمایا۔ واپسی پر مدینہ منورہ میں بیمار ہوکر دارِ فانی سے پردہ فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ پچیس برس کی عمر میں آپ کا اِنتقال ہوا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دادی جان کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمر بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ آپ کی عظیم المرتبت والدہ ماجدہ کا اِسم شریف حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت سیّدنا ومولانا محمد نبی رحمت ﷺ کی نانی جان کا نام مرۃ بنت عبدالعزی ہے۔

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے آپ سرکار ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو دُودھ پلایا اور دو تین روز کے بعد ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُودھ پلایا۔ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "کتاب النکاح" میں **بَابٌ وَ اُمَّھَاتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ وَیَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** یعنی "رضاعت کا بیان اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس اِرشاد مبارک میں جو رشتۂ خون سے حرام ہوتا ہے' وہ دُودھ سے بھی حرام ہوتا ہے"۔ کے باب میں لکھا ہے:۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

وَثُوَیْبَۃُ مَوْلَاۃٌ لِاَبِیْ لَھَبٍ' وَکَانَ اَبُوْ لَھَبٍ اَعْتَقَھَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ ﷺ [۲] (حضرت) ثویبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابولہب کی لونڈی تھیں۔ ابولہب نے اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ (جب اُنہوں نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تھی) پھر اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دُودھ پلایا تھا"۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُودھ پلایا۔ دو سال چند ماہ دُودھ پلانے کے بعد حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر اَنور

---

[۱] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد ۱ ص ۱۴۰' (المکتبۃ العصریہ۔صیدا بیروت)' تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۲۵' تاریخ ابن خلدون ۲ ص ۱۰' محمد رسول ﷺ (از محمد رضا قاہرہ یونیورسٹی) جلد ۱ ص ۱۰۲' الوفا لابن جوزی ص ۹۰

[۲] بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴' تیسیر الباری جلد ۷ ص ۳۱۔

کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئیں۔ بعض کہتے ہیں آپ کے دادا کے ننہال بنو عدی بن نجار سے ملنے گئی تھیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے اور حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ ﷺ کی دایہ تھیں، وہ بھی ساتھ تھیں۔ ایک ماہ تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے، واپسی میں جب مقام ابواء میں پہنچیں تو اُن کا انتقال ہوگیا اور ابواء میں ہی مدفون ہوئیں۔ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس آئیں۔ ۳؎

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت عبدالمطلب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طبعی عمر شریف ۸ سال ہوئی تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت ابو طالب کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے والدِ گرامی اور حضرت ابوطالب ایک ماں سے تھے جن کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تھا۔ حضرت ابو طالب نے نہایت شفقت و محبت سے آپ ﷺ کی پرورش کی اور مثلِ مہربان باپ کے آپ ﷺ کی خبر گیری کرتے تھے۔ عربوں کی جاہلیت سے آپ ﷺ بالکل بیزار تھے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے۔ خلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو اپنے حفظ واَمان میں رکھا ہوا تھا۔

آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے صدقے قبولیتِ دُعا:

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا وہ حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ ۴؎

"وہ روشن سفید چہرہ والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ گورا اُن کا رنگ وہ حامی یتیموں بیواؤں کے، یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں"۔

حضرت ابو طالب نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ تحریر کیا تھا، یہ اُس کا شعر ہے۔

حضرت عمر بن حمزہ علیہ الرحمہ نے کہا ہمیں حضرت سالم علیہ الرحمہ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خبر دی کہ میں کبھی شاعر (حضرت ابو طالب) کا یہ شعر یاد کرتا اور میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا جبکہ آپ ﷺ منبر شریف پر بارش کے لئے دُعا فرماتے آپ ﷺ ابھی منبر شریف سے نہ اُترے حتیٰ کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَوْلُ اَبِیْ طَالِبٍ هٰذَا فِی الْحَقِیْقَةِ تَوَسُّلٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نَبِیُّهٗ لِاَنَّهٗ حَضَرَ اسْتِسْقَآءَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَالنَّبِیُّ ﷺ مَعَهٗ فَیَکُوْنُ اسْتِسْقَآءُ النَّاسِ الْغَمَامَ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ بِبَرَکَةِ وَجْهِهِ الْکَرِیْمِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الظَّاهِرِ اِنَّ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَکَانُوْا مُسْتَشْفِعِیْنَ بِهٖ ۵؎ "حضرت ابوطالب کے اِس کلام کا معنی دراصل نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم) کے حضور توسل ہے کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کے ساتھ تھے اس وقت حضرت ابوطالب وہاں موجود تھے اور لوگ آپ ﷺ کی ذاتِ پاک سے شفاعت کے طالب تھے"۔

جنگِ فجار:

آغازِ اسلام سے پہلے عرب میں لڑائیاں اُن مہینوں میں آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا۔ وہ حروبِ فجار کہلاتی تھیں۔

آپ ﷺ کی عمر شریف پندرہ برس کی ہوئی تو جنگِ فجار پیش آئی۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلہ میں ہوئی تھی۔ قریش کے تمام خاندانوں نے اِس معرکہ میں اپنی اپنی الگ فوجیں قائم کی

۳؎ سیرت رسول عربی۔ ۴؎ بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷۔ ۵؎ عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۳۔

تھیں۔ آلِ ہاشم کے علم بردار زبیر بن عبدالمطلب تھے اور اس صف میں جناب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی شریک تھے۔ آپ ﷺ نے خود لڑائی نہیں کی بلکہ تیر اُٹھا اُٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے تھے۔ چنانچہ ''سیرت ابنِ ہشام'' میں ہے، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كُنْتُ اُنَبِّلُ عَلٰى اَعْمَامِىْ ۶ ''میں تیر اُٹھا کر اپنے چچاؤں کو دے رہا تھا''۔

حلف الفضول:

جب قریش حربِ فجار سے واپس آئے تو اُنہوں نے باہم ایک معاہدہ کیا جس کا نام ''حلف الفضول'' تھا۔ یہ ایک بہترین معاہدہ تھا۔ اِس کے سب سے پہلے داعی زبیر بن عبدالمطلب تھے۔ چنانچہ ہاشم بنو زہرہ اور بنوتیم بنوالمطلب واسد بن عبدالعزیٰ، عبداللہ بن جدعان کے مکان میں جمع ہوئے۔ ۷ جہاں حاضرین کے لئے کھانے کا اِنتظام کیا گیا یہاں یہ معاہدہ ترتیب دیا گیا جس میں سب نے عہد و پیمان کیا۔

''سب نے بالاتفاق اِس بات پر قسم کھائی کہ شہر مکہ مکرمہ میں ہم جس مظلوم کو دیکھیں گے خواہ مکہ مکرمہ کا باشندہ ہو یا مسافر، اُس کے ساتھ ہو کر ظالم سے اُس کا معاوضہ لیں گے اِس قسم کا نام اُنہوں نے ''حلف الفضول'' رکھا تھا''۔ ۸

جن تین آدمیوں نے اِس معاہدہ کی تحریک کی تھی اور اُسے پروان چڑھایا تھا اُن تینوں کا نام فضل تھا (۱) فضل بن فضالہ (۲) فضل بن وداعہ اور (۳) فضل بن حارث۔

جزیرۂ عرب میں کوئی منظم حکومت نہ تھی نہ وہاں باقاعدہ عدالتیں تھیں کہ مظلوم دادرسی کے لئے اُن کا دروازہ کھٹکھٹا سکے۔ اگر کسی قبیلے کا کوئی فرد دوسرے قبیلے کے کسی فرد کو قتل کر دیتا تو مقتول کا قبیلہ صرف اُس قاتل سے بازپرس نہ کرتا بلکہ قاتل کے سارے قبیلے کو اپنے اِنتقام کا نشانہ بناتا۔ لیکن کمزور قبائل کے لئے یہ ممکن نہ تھا اگر کوئی عربی قبیلہ کسی ایک قریشی قبیلہ پر حملہ کرتا تو سارے قریشی قبائل اُس قبیلہ کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر حملہ آور قبیلہ کا مقابلہ کرتے یہ دریافت کرنے کی کوئی زحمت گوارا نہ کرتا کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون؟ اِن حالات میں یہ معاہدہ طے پایا تھا۔

نبی کریم رؤف ورحیم، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ کی عمر مبارک اُس وقت بیس سال تھی۔ آپ ﷺ نے بھی اِس معاہدہ میں شرکت فرمائی تھی۔ اِعلانِ نبوت کے بعد بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اِس معاہدہ میں شرکت پر اِظہارِ مسرت فرمایا کرتے تھے۔ اِرشادِ گرامی ہے: لَقَدْ شَهِدْتُ فِىْ دَارِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَآ اُحِبُّ اَنَّ لِىْ بِهٖ حُمْرَ النَّعَمِ وَلَوْ دُعِىَ بِهٖ فِى الْاِسْلَامِ، لَاَجَبْتُ ۹ ''میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں موجود تھا جب حلف الفضول کا معاہدہ طے پایا۔ اُس کے بدلے میں اگر مجھے کوئی سُرخ اُونٹ دے تب بھی میں لینے کے لئے تیار نہیں اور اِس قسم کے معاہدہ کی دعوت اِسلام میں بھی اگر کوئی مجھے دے تو میں اُسے قبول کروں گا''۔

جاہلیت کی بُرائیوں سے دُور:

آپ ﷺ بچپن اور شباب میں ہمیشہ مراسمِ شرک میں شرکت سے اِجتناب فرماتے۔ آپ ﷺ کبھی کسی بت کے نام کا ذبیحہ نہ کھاتے۔ ایک دفعہ قریش نے آپ ﷺ کے سامنے کھانا لا کے رکھ دیا، یہ کھانا جس جانور کے گوشت سے تیار کیا گیا تھا وہ جانور بت کا نام لے کر ذبح کیا گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَقِىَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ فُضَيْلٍ بِاَسْفَلَ بَلْدَحٍ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ عَلَى النَّبِىِّ ﷺ الْوَحْىُ فَقُدِّمَتْ اِلَى النَّبِىِّ سُفْرَةٌ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا ۱۰ ''حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زید بن عمر بن فضیل نے ''اسفل بلدح'' میں آپ ﷺ پر وحی نازل

۶ سیرت ابنِ ہشام جلد۱ص۱۲۸ (طبع جدید بیروت)۔ ۷ البدایہ والنہایہ جلد۱ جز۲ص۲۹۴ (طبع جدید بیروت)۔ ۸ سیرت ابنِ ہشام جلد۱ جز۱ص۱۰۲۔ ۹ سیرت ابنِ ہشام جلد۱ص جز۱ص۱۲۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۱۶۷، قرطبی جلد۳ جز۶ حدیث نمبر۳۳، جلد۵ جز۱۰ حدیث نمبر۱۹۶، البدایہ والنہایہ جلد۲ص۲۹۷ (طبع جدید بیروت)۔ ۱۰ بخاری جلد۱ص۵۳۹۔

ہونے سے پہلے ملاقات کی۔ اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آگے دسترخوان رکھا لیکن آپ ﷺ نے اُس میں سے کچھ نہیں کھایا''۔ آپ ﷺ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے اور زندہ رکھنے کی سعی فرماتے تھے۔ جب کبھی کوئی ایسا اِرادہ کرتا تو آپ ﷺ زندہ درگور کی جانے والی بچی کو اُس کے باپ سے لے کر خود اُس کی پرورش فرماتے۔

آپ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال تھی جبکہ آپ ﷺ کا نکاح اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منعقد ہوا۔ شادی کے وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضرت ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پانچ درہم حق مہر قرار پایا۔ یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پہلی شادی تھی۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے ہوئی۔ ۱۱

تعمیر کعبہ:

جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عمر شریف پینتیس سال ہوئی تو قریش نے کعبہ مکرمہ کی از سرِنو تعمیر کی۔ دورانِ تعمیر جب عمارت حجرِ اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجرِ اسود کو اُٹھا کر نصب کریں گے۔ اِس کشمکش میں چار دن گذر گئے اور تلواروں تک نوبت پہنچ گئی۔ ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی نے جو اُمّ المومنین حضرت سیّدہ اُمِ سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا والد اور قریش میں سب سے معمر شخص تھا' یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اِس مسجد کے بابِ بنی شیبہ سے حرم شریف میں داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اِتفاق کیا۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے' دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے ''یہ امین ہیں ہم اِن پر راضی ہیں''۔ جب اُنہوں نے آپ ﷺ سے حجرِ اسود کے رکھنے کا معاملہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ایک چادر بچھا کر اُس پر حجرِ اسود کو رکھا' پھر فرمایا: ہر طرف والے ایک ایک سردار اِنتخاب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اُوپر کو اُٹھائیں' اِس طرح وہ چادر مقام نصب کے برابر پہنچ گئی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حجرِ اسود کو اپنے نورانی ہاتھوں مبارک سے اُٹھا کر دیوار میں نصب فرمایا' وہ سب خوش ہوگئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِعلانِ نبوت سے قبل ہی اپنی تعلیم کا آپ ﷺ بے بدل' بے مثال اور باوقار نمونہ تھے۔ آپ ﷺ اِنسانوں کے مجمع عام میں جو کچھ فرماتے گھر کے خلوت کدۂ مبارکہ میں وہ اُسی طرح نظر آتے۔ آپ ﷺ اخلاق وعمل کا جو نکتہ دوسروں کو سکھاتے آپ ﷺ خود اُس کا عملی نمونہ پیش فرماتے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِعلانِ نبوت سے قبل اور اِعلانِ نبوت کے بعد کل ۲۵ سال آپ ﷺ کی زوجیت میں حاضرِ خدمت رہیں۔ بیوی اِنسان کے اَخلاق کی سب سے بڑی راز دان ہوتی ہے۔ آغازِ وحی میں آپ ﷺ سے جن کلمات سے ہم کلام ہوتی ہیں' وہ یہ ہیں: **كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا' اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِئُ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ** ۱۱ ''اللہ (جل جلالہ) کی قسم اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) آپ ﷺ کو ہرگز غمگین نہیں فرمائے گا۔ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں' مقروضوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں' غریبوں کی مدد فرماتے ہیں' مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں' حق کی حمایت فرماتے ہیں اور لوگوں کی مصیبتوں میں اُن کے کام کرتے ہیں''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' فرماتی ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عادتِ مبارکہ کسی کو بُرا کہنے کی نہ تھی' بُرائی کے بدلے میں بُرائی نہ کرتے بلکہ درگزر فرماتے اور معاف فرمادیتے۔ فرماتی ہیں: **بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا** ۱۲ ''آپ ﷺ کو جب دو باتوں میں اِختیار دیا جاتا تو اُن میں سے جو

۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۔ ۱۲ بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۰' مسلم حدیث نمبر ۲۳۲۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۸۵' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۲۔

آسان ہوتی اُس کو اِختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ ورنہ آپ ﷺ اُس سے دُور ہوتے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں اِنتقام نہیں لیا۔ مگر یہ کہ اللہ (عزوجل) کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے اُس کا بدلہ لیتے''۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا** ۱۳؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نہ فرمایا ہو''۔ (کہ میں نہیں دیتا) آپ ﷺ نے کلمہ شہادت کے علاوہ کبھی لا نہیں فرمایا۔

کسی شخص کو قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِتباع کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ آپ ﷺ خلیق اور شفیق ہیں۔ سلوک کی منازل کے حصول کے مسافر کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فیضانِ کرم سے اپنے اندر خلق اور شفقت کے روشن خصائل کو پیدا کرنے کے لئے نفسِ اَمّارہ کو قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو روشنی کا بے مثال مینار ہے۔ غور فرمائیں آپ ﷺ لوگوں سے کیسے شفقت فرماتے ہیں اور خُلقِ عظیم کے جلووں سے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَآءُ فَمَا یَاْتُوْنَ بِاِنَآءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْھَا فَرُبَمَا جَآءَ ہٗ بِالْغَدَاۃِ الْبَارِدَۃِ فَیَغْمِسُ یَدَہٗ فِیْھَا** ۱۴؎ ''جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ صبح کی نماز ادا فرماتے تو آپ ﷺ کے پاس شہر مدینہ منورہ کے خدّام اپنے برتن لے کر آتے جن میں پانی ہوتا تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس میں اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) ڈبو دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس بہت ٹھنڈی فجر کو پانی لاتے تو آپ ﷺ اُس میں بھی اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) ڈبو دیتے''۔ تاکہ وہ پانی متبرک ہو جائے اور اُن کے لئے ذریعہ شفا بن جائے۔ سبحان اللہ کیسی یہ کمالِ شفقت اور مہربانی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ وَیُطِیْلُ الصَّلٰوۃَ وَیُقَصِّرُ الْخُطْبَۃَ وَلَا یَاْنَفُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمِلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ فَیَقْضِیَ لَہُ الْحَاجَۃَ** ۱۵؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ زیادہ ذکر فرماتے' بے فائدہ گفتگو نہ فرماتے' نماز دراز فرماتے' خطبہ مختصر فرماتے' بیوگان اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہ فرماتے' اُن کی حاجت پوری فرماتے''۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَرْتِیْلٌ وَتَرْسِیْلٌ** ۱۶؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کلام مبارک میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا''۔ (کلمات جُدا جُدا ہوتے تھے)۔ آپ فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَکُنْ یَسْرُدُ الْحَدِیْثَ کَسَرْدِکُمْ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْ عَدَّہُ الْعَادُّ لَاَحْصَاہُ** ۱۷؎ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ باتیں یوں فرماتے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو اُنہیں گن لیتا''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' **لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ** ۱۸؎ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نہ تو عادتاً فحش گو تھے اور نہ ہی تکلفاً' نہ بازار میں شور کرنے والے تھے' بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی اور درگذر فرماتے تھے''۔

۱۳؎ بخاری حدیث نمبر ۶۰۳۴، مسلم حدیث نمبر ۲۳۱۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۰۵، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۳۸۱۔ ۱۴؎ مسلم حدیث نمبر ۲۳۲۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۷۔ ۱۵؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۳۳، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴۹۸، نسائی حدیث نمبر ۱۴۱۴، دارمی حدیث نمبر ۴۷۔ ۱۶؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۲۷، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴۹۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۳۸۔ ۱۷؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۱۵، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴۸۶، بخاری حدیث نمبر ۳۵۶۸، مسلم حدیث نمبر ۳۳۹۳، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۱۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۵۵، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۳۹۔ ۱۸؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۲۰، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۸۹، ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۷۸، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۷۴۔

صفر المظفر اور آخری چہار شنبہ

ترتیب: محمد عثمان علی یوسفی

صفر المظفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے۔ یہ لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر حرکات وسکنات کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے (۱) سیٹی بجانا (۲) یرقان (پیلے کی بیماری) (۳) زرد رنگ کی چیز جیسے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۶۹ میں ہے ''بقرۃ صفراء'' زرد رنگ کی گائے (۴) خالی (۵) بھوک۔

اِن معنوں کی رو سے خصوصاً آخری دو کی وجہ سے اکثر لوگ کہتے تھے کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اِن لوگوں کے وہم و گمان کے مطابق مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوتیں ہیں، بیماریاں پیدا ہوتیں اور بیماری متعدی ہو جاتی ہے یعنی بیماری ایک جانور گائے، بھینس یا کسی آدمی کو لگتی ہے تو پھر اس سے دوسرے کو لگ جاتی ہے اور پھر پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اہل عرب کا یہ بھی خیال ہے کہ پیٹ میں سانپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک میں کاٹتا ہے اور مرض لگتا ہے اور پھر یہ مرض متجاوز ہو جاتا ہے۔ یہ تمام خیالات ابن کثیر، کرمانی اور طیبی نے بیان کیے ہیں۔ اِن ساری باتوں کے جواب میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے یہ باتیں بیان فرمائیں:

(۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا عَدْوٰی لَا صَفَرَ لَا غُوْلَ [۱] حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (ماہ صفر) نہ بیماری ہے نہ بدفالی نہ نحوست۔ یہ حدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ'' میں نقل فرمائی ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ [۲] عدوی، صفر اور ہامہ کوئی شئے نہیں یعنی چھوت لگنا، صفر کا ایک دوسرے کو لگنا اور اُلّو کا منحوس ہونا، یہ سب باتیں کچھ نہیں (محض خیالات ہیں)۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:- لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ [۳] عدوی، طیرہ، ہامہ اور صفر کوئی شئے نہیں۔ عدوی کا معنی ہے ایک دوسرے کو بیماری لگ جانا۔ طیرہ کا معنی ہے بدفالی اور ہامہ کا معنی ہے نحوست اور محرم کو صفر بنالینا یہ تمام کوئی شے نہیں۔

(۴) ابنِ عطیہ، جامع الکبیر کی مختلف اَحادیثِ مبارکہ اِس بارے میں ہیں ان سب کا مفہوم تقریباً ایک ہے۔ اگرچہ احادیث میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے مگر خلاصہ سب کا یہی ہے (ماہ صفر) نہ بیماری اور نہ نحوست و بدفالی اور نہ ہی بھوت اور نہ ہی شیطانی چیز ہے۔ لاصفر کے معنی نہ بدفالی اور نہ نحوست ہے۔ حدیث شریف میں یہی بیان ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ دیگر مہینوں کی طرح اِس مہینے میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص بیماری، پریشانی، مصیبت اور بلائیں نازل نہیں ہوتیں۔ لیکن اگر اِس ماہ میں کوئی پریشانی آ جائے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وقتی گرفت ہو سکتی ہے نہ کہ اس ماہ کی خصوصیت کی وجہ سے کیونکہ مصیبتیں اور بلائیں دوسرے مہینوں میں بھی آ سکتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۴۰) ''ہم لوگوں کے درمیان ایام کو گردش میں رکھتے ہیں''۔ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ بات بھی مشہور ہے کہ اِس ماہ میں شادی نہیں کرنی چاہئے لیکن شادی نہ کرنے کی ممانعت اَحادیثِ کریمہ میں کہیں نہیں ملتی کہ اِس مہینہ میں شادی کرنے سے منع کیا

[۱] مسلم حدیث نمبر ۱۷۴۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۵۸۰ [۲] بخاری جلد ۲ ص ۸۵۰، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۶۵، مسلم جلد ۲ ص ۲۳۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۱۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۵۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۷۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۶۰۲ [۳] بخاری جلد ۲ ص ۸۵۷۔

گیا ہو لیکن یہ بات ہر ماہ میں شادی کرنے سے روکتی ہے کہ شادی کے موقع پر کوئی خلاف شریعت کام نہ ہو۔ یعنی رقص و سرود اور موسیقی کے پروگرام، نیم عریانی، مرد و زن کا اختلاط، غیر محرموں سے باتیں اور مووی یہ سب اُمور خلافِ شریعت ہیں۔ اِن سے ہر ماہ میں اجتناب ضروری ہے۔ شادی اگرچہ خوشی کا موقع ہے لیکن سُنّتِ نبوی ﷺ ہے تو جیسے شادی والا عمل سُنّت سمجھ کر کیا جاتا ہے تو اسی طرح شادی کے باقی لوازمات بھی سُنّت کے دائرے میں رہ کر کرنے چاہئیں پھر یقیناً برکت بھی ہوگی باعث ثواب بھی اور عنایت نبی ﷺ بھی۔ انشاءاللہ!

اِس مہینے کا ایک دن لوگوں کی نظر میں بڑی اہمیت کا حامل ہے جس کو آخری چہار شنبہ کہا جاتا ہے۔ چہار شنبہ فارسی کا لفظ ہے۔ اس کا معنیٰ ''آخری بدھ'' ہے۔ جبکہ بدھ تو ہر منگل کے بعد آتا ہے لیکن لوگ اِس ماہ صفر المظفر کے آخری بدھ کو خاص دن قرار دیتے ہیں اور آپ ﷺ کی صحت یابی کو پیش نظر رکھ کر خوب سیر و سیاحت کرتے ہیں اور لوگ علی الصبح ہی پارکوں اور سیر گاہوں کا رُخ کر لیتے ہیں اور اِس سیر کو حضور ﷺ کی چہل قدمی پر منطبق کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ اِس دن قدرے صحت یاب ہوئے تھے تو چہل قدمی فرمائی تھی لہٰذا سنت ہوا' اِس لئے ہم بھی کرتے ہیں۔

چونکہ اس میں عوام الناس کا فائدہ ہے اس لئے اِس دن کی خود ساختہ سُنّت پر باقاعدگی سے عمل ہوتا ہے ممکن ہے جو شخص سارا سال اِس قدر جلد صبح نہ اٹھتا ہو وہ بھی اٹھ جاتا ہے اور کثیر تعداد میں عورتیں بھی سیر کرتی ہیں۔

لیکن یہ عمل جس کو سُنّت کا نام دیا گیا ہے حقیقت سے بالکل بے خبری ہے۔ آخری چہار شنبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس روز آپ ﷺ کو بخار ہوا اور سخت درد سر ہوا۔ (معارج النبوۃ ص ۴۷۸) احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اِس سُنّت کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ واقعہ اور تاریخ اس کے خلاف بتاتی ہے۔ پھر لکھا کہ اس دن آپ ﷺ کی صحت یابی کا ثبوت نہیں بلکہ اِس دن سے وہ مرضِ اَقدس جس سے وفات مبارک ہوئی شروع ہوا تھا۔

اَب صورت حال کھل کر سامنے آ گئی کہ آخری چہار شنبہ کو آپ ﷺ کی بیماری میں اضافہ ہوا اور آخر کار رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

عوام الناس سے التماس ہے کہ یہ عمل سُنّت سمجھ کر نہ کریں کیونکہ یہ سُنّت نہیں ہے اِس کے علاوہ آپ ﷺ کے بہت سے فرائض، سنتیں ایسی ہیں جن پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے لیکن ہماری لاعلمی اور کم عقلی ہے کہ ہم اُن کو نہیں سمجھتے۔ نماز پنجگانہ جو فرض ہے اِس کے ادا کرنے میں کوتاہی کر دیتے ہیں اور اِس روز سیر کرنے والوں میں کچھ ایسے سیر کے پابند ہوتے ہیں کہ نماز تو چھوڑ دیتے ہیں مگر سیر نہیں چھوڑتے۔ ضرورت اللہ تبارک وتعالیٰ کی گرفت سے بچنے کے بارے میں سوچنے' نماز کو ادا کرنے کا اہتمام کرنے' خود اور اپنے اہل خانہ کو صوم وصلوٰۃ کا پابند بنانے کی ہے تا کہ ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے۔

ماہ صفر المظفر ۱۱ ہجری میں جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنی ذات بابرکات میں مرض کا شائبہ دیکھا تو وہ ہفتہ یا اتوار کا دن تھا۔ ماہ صفر المظفر کے آخری ایام میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور جنت البقیع کی طرف روانہ ہوئے' اہل گورستان کو سلام کیا اور چند باتیں وہاں کے ساکنین کو فرمائیں اُن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اس سال دو مرتبہ قرآن پاک پیش کیا جبکہ پہلے سالوں میں ایک مرتبہ ہوتا تھا۔ یہ اِس لئے ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرا دنیا سے جانے کا وقت قریب ہے۔ مزید فرمایا کہ میری ناف کی گہرائی اور آنکھوں کی گہرائی کا پانی پی لینا تا کہ سب پیغمبروں علیہم السلام کی وراثت تجھے میسر ہو۔

(معارج النبوۃ ص ۴۸۳)

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اور کشف المحجوب شریف

ترتیب: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M-C-S)

اِمام طریقت، رہبر شریعت، مطلعِ اَنوارِ عرفانی، واقفِ اسرارِ حقانی، عالم علوم ظاہر و باطن، فاضلِ اجل، مرشد اکمل مظہر خوارق و کرامات مخدوم شیخ علی گنج بخش ہجویری جلابی رضی اللہ عنہ عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے اور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے نام سے مشہور و معروفِ زمانہ ہیں۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہٗ العزیز کا سالِ ولادت قدیم کتابوں میں نہیں ملتا، البتہ اندازہ سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی پیدائش پانچوں صدی کے شروع میں ہوئی ہوگی اور بعض نے سال پیدائش ۴۰۰ھ بمطابق ۱۰۰۹ء کے لگ بھگ لکھا ہے آپ حسنی سادات کے چشم و چراغ ہیں۔ شجرۂ نسب اِس طرح ہے:۔ حضرت مخدوم علی بن عثمان بن سیّد علی بن عبدالرحمان بن سیّد عبداللہ (شجاع شاہ) بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سیّد زید شہید بن حضرت اِمام حسن بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ آپ کا خاندان ایک علمی خاندان سمجھا جاتا تھا جو افغانستان کے شہر غزنی کے دو محلوں میں آباد تھا ایک کا نام ہجویر اور دوسرے کا نام جلاب۔ اِس لئے آپ علی بن عثمان بن علی الجلابی الہجویری، غزنوی، لاہوری کہلاتے ہیں۔

"سفینۃ الاولیاء" میں دارا شکوہ نے لکھا ہے "آپ علیہ الرحمہ غزنی کے رہنے والے تھے۔ جلاب اور ہجویر غزنی کے محلوں میں سے دو محلے ہیں۔ پہلے جلاب میں قیام پذیر تھے پھر ہجویر میں منتقل ہوگئے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا مزار غزنی میں ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے خاندان کے تمام افراد صاحب زہد و تقویٰ تھے۔

آپ قطبِ وقت حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی الجنبلی کی داستانیں سنا کرتے تھے۔ آتش شوق بھڑک اُٹھی۔ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ ختلی کی نگاہ آپ پر پڑی تو جگر تک اُتر گئی اور دِل کا فیصلہ ہوگیا۔ آپ نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ پیری مریدی کا یہ رشتہ اِتنا محکم ہوگیا کہ دونوں گھڑی بھر کے لئے جدا نہ ہوتے تھے اور سفر و حضر میں یکجا رہتے تھے۔ اِس معدن تصوف کو گوہر نے مقناطیسی قوت کے ساتھ اکتسابِ معرفت کیا اور تھوڑی سی مدت میں فضائے معرفت کی بلندیوں میں پرواز کرنے لگے۔ جب مرشد نے دیکھا کہ میرا مرید علمی اور روحانی فیض کی تکمیل کرچکا ہے تو اُسے ہندوستان جانے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ آپ کو اپنے مرشد کی طرف سے لاہور آنے کا ارشاد ہوا۔

آپ علیہ الرحمہ برصغیر پاک و ہند کے اوّلین مبلغینِ اِسلام میں سے ہیں۔ آپ کا مزارِ پُر انوار تقریباً ایک ہزار سال سے مرجع خلائق ہے۔ عوام و خواص فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مخدوم الاولیاء، سلطان الاصفیاء، حضرت شیخ علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ اُس قدسی گروہ کے سربراہ ہیں جو اِمام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت اور محبت سے ولایت کے اَرفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ خلافتِ الٰہیہ اور نیابتِ سیّد الانبیاء ﷺ کے منصب پر متمکن تھے۔

آپ کی تعلیمات اور اِرشادات طالبانِ راہِ حق کے لئے مرشدِ طریقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں برصغیر پاک و ہند میں اِسلام کا جھنڈا لہرایا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جہاں پر اَب آپ کا مزار مقدس ہے وہاں ایک مسجد بنا کر پیر روشن ضمیر کے اِرشاد کے مطابق لاہور میں رہتے ہوئے آپ نے ہنگامہ فضیلت و مشیخیت گرم کیا۔ دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبانِ حق کی تلقین ہوتی۔ ہزاروں جاہل عالم، ہزاروں کافر مسلمان، ہزاروں گمراہ رہبر، ہزاروں فاسق نیکو کار بنے۔ غرض یہ کہ آپ کی لاہور میں تشریف آوری لوگوں کے لئے سکونِ قلب اور اِطمینانِ خاطر کا باعث بنی۔ آپ کی روحانی اور اَخلاقی شخصیت کا چرچا اِس قدر کارفرما تھا کہ سب سے پہلے جو شخص اُن کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوا وہ پنجاب کا نائب حاکم رائے راجو تھا جو بعد میں شیخ ہندی کے نام سے مشہور ہوا۔ مزار کے خدمت گذار اور مجاور

اِسی شیخ ہندی علیہ الرحمہ کی اولاد سے تھے۔ تمام زمانے نے اُن کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا۔ دُور دُور سے مشائخ حضرت کی خدمت عالیہ میں آکر فیض یاب ہوئے آپ نے قیام لاہور کے دوران ہزاروں بت پرست کفار کو مسلمان کیا۔ ایک خدا کے لئے سجدہ ریز ہونے کی طرف مائل کیا۔ لاتعداد گم گشتگان بادیۂ ضلالت کو راہِ ہدایت پر چلایا اور نظر کیمیا اثر سے ولایت کے بلند مراتب پر فائز فرمایا۔

خلق خدا کو فیض یاب کرنے کے بعد ۴۶۵ھ بمطابق ۱۰۷۲ء کو پیمانہ عمر لبریز ہوا اور بمطابق قانون ''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' اپنی جانِ مبارک جانِ آفرین کے سپرد فرمائی اور اپنی مسجد اور درسگاہ کے قریب دفن ہوئے۔

اِس کے بعد فیوض باطنیہ سرمدیہ کا سلسلہ آپ کے مزار پر انوار سے جاری ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا اور مزار مبارک مرجع خلائق رہے گا سلاطینِ اسلام میں سے پہلا بادشاہ جس نے آپ کے مزار مبارک کی زیارت کی سعادت حاصل کی وہ سلطان مسعود بن سلطان ابراہیم ہے جو ۴۷۶ھ میں وارد ہند ہو کر آپ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوا اور مقبرہ تعمیر کیا۔ سلطان ابراہیم غزنوی سے لے کر اکبر' جہانگیر' شاہجہان' اور دارشکوہ تک سب کے سب یہاں آتے رہے اور اِس وقت تک جو بھی حاکم وقت ہوا' اِس دربارِ مقدس کی جبین سائی سے ضرور مستفیض ہوتا ہے اور نذرِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ آستانہ پر حاضر ہونے والوں میں ایک طرف جہاں دنیا کے زبردست تاجدار ہیں' وہاں دوسری طرف بڑے بڑے فقراء اور جلیل القدر بزرگ بھی ہیں۔ صوفیاء کرام میں سے سب سے پہلے جس نے آپ کے مزار پر انوار کی زیارت کی اور جوارِ قدس پاؤں کی جانب میں چلہ واعتکاف کیا وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور بعدِ حصول روحانیت اور وقتِ رخصت آپ کی شانِ پاک میں روضہ کی طرف رخ کر کے یہ شعر فرمایا:۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اِن کے بعد ۶۰۰ھ میں سلطان الزاہدین گنج شکر حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر بارگاہ ہوئے اور اِکتساب فیض فرمایا اور حضرت لال حسین لاہوری نے بھی فیض حاصل کیا۔ علیٰ ہذا القیاس تمام بزرگانِ اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہیں سب نے آستانہ بوسی کی ہے حضرت شہزادہ دارشکوہ قادری فرماتے ہیں کہ چالیس جمعرات یا چالیس دن کامل جو کوئی پیہم اِن کے دربارِ پُرانوار پر جائے اور خدا سے جو مانگے سو پائے۔ اَب بھی ہر جمعرات کو معتقدانِ شہر لاہور ملک کے چاروں صوبوں سے لوگ حاضر ہو کر تمام رات بیدار رہتے ہیں۔ شام سے لے کر صبح تک دُرود شریف ونعت شریف کا ذکر ہوتا ہے۔ تبلیغ دین کے نور سے ماحول منور ہوتا ہے اور میلاد شریف کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ہر سال ۱۹۔۲۰ صفر المظفر کی تاریخیں عرس پاک کے لئے مقرر ہیں۔

آپ کی کئی تصانیف ہیں' جن میں سے کشف المحجوب زیادہ مشہور ہے یہ تصنیف درحقیقت کامل رہنما ہے اور کتب تصوف میں مرشد کامل ہے۔'' آپ کی یہ عظیم کتاب یعنی کشف المحجوب'' تصوف کی کتابوں کی سردار ہے جو شخص اِسے توجہ سے پڑھے، اُس کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے بے شمار حجابات کو اِس میں کھولا ہے۔ کتاب کے شروع میں آپ نے علم کی اہمیت کو خوب بیان کیا ہے اور نماز، جسے عبادات میں مرکزی اہمیت حاصل ہے' اُسے بھی بڑے حسین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جس کے بغیر کلمہ گو انسان صحیح مسلمان نہیں بن سکتا۔

علم:

فرماتے ہیں کہ: علم دو قسموں کا ہے ایک ''علم الٰہی'' دوسرا ''علم مخلوق''۔ بندہ کا علم، علم الٰہی کے مقابلے میں لاشئی محض ہوتا ہے۔ کیونکہ علم الٰہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفتِ قدیم ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اُس کی صفتوں کے لئے اِنتہا نہیں۔ جبکہ ہمارا علم ہماری صفت ہے جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہمارے اَوصاف متناہی ہیں۔

اِرشادِ الٰہی ہے: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

قَلِیْلاً ۱؎ ''تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے''۔

''علم'' کی تعریف: معلوم چیز کا احاطہ کرنا اور اُس کو بیان کرنا ہے اور علم کی نہایت عمدہ تعریف یہ ہے کہ: ''علم ایک صفت ہے جس سے جاہل عالم ہو جاتا ہے''۔ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو نفع نہ دے۔'' پس تھوڑے سے علم کی مدد سے بہت سا عمل کرنا چاہئے اور ضروری ہے کہ علم کے ساتھ عمل بھی ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''عابد علم دین کے جانے بغیر خراس کے گدھے جیسا ہے۔ کہ وہ کتنا ہی گھومے اپنے پہلے ہی قدم پر رہتا ہے اور آگے راستہ طے نہیں کر سکتا''۔

فرماتے ہیں ''میں نے عوام الناس کا ایک گروہ دیکھا ہے جو علم کو عمل پر فضیلت دیتا ہے اور دوسرا گروہ عمل کو علم پر لیکن یہ عمل نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ عمل اُس وقت ہوتا ہے، جب علم اُس کے ساتھ شامل ہو''۔ چنانچہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ نے راستہ میں ایک پتھر دیکھا اُس پر لکھا ہوا تھا مجھے اُلٹ کر پڑھو۔ پس اُنہوں نے اُس کو پلٹا اُس پر لکھا ہوا تھا۔ ''تو جانی ہوئی چیز پر تو عمل نہیں کرتا۔ پس کیسے اُس چیز کو تلاش کرتا ہے، جس کو تو نہیں جانتا؟''۔

فرماتے ہیں: ''جو لوگ علم سے مرتبہ اور دنیا کی عزت طلب کرتے ہیں، وہ عالم نہیں ہوتے کیونکہ مرتبہ اور دنیا کی عزت، جہالت کے لوازم میں سے ہے اور کوئی درجہ علم کے درجے سے بلند نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر علم نہ ہو تو اِنسان کسی بھی لطیفۂ رحمانی کو پہچان نہیں سکتا۔ اِس علم کی بدولت طالبِ حق' سب اَعمال ایسے طور پر کرے گا گویا اللہ علیم وخبیر اُس کو اور اُس کے افعال کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ علیم وخبیر سے کوئی افعال پوشیدہ نہیں۔

حکایت نمبر ۱:

بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں گیا تو اُس کی نظر کسان کی عورت پر پڑ گئی اور اُس کے حُسن وجمال کا فریفتہ ہو گیا۔ چنانچہ اُس نے اُس کے خاوند کو کسی کام بھیج دیا اور عورت سے کہا کہ دروازے بند کر دو۔ عورت نے کہا کہ سب دروازے بند کر سکتی ہوں مگر ایک دروازہ میں بند نہیں کر سکتی۔ اُس نے کہا وہ کون سا دروازہ ہے؟ عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ وہ ہے جو ہمارے اور اللہ علیم وخبیر کے درمیان ہے۔ یہ سُن کر وہ رئیس شرمندہ ہوا اور توبہ کی۔ بایں وجہ کہ اُس کو اِس بات کا پختہ علم حاصل ہو گیا کہ اللہ ﷻ واقعی مجھے دیکھتا ہے اور وہ بُرائی سے بچ گیا۔ جب کسی اِنسان کو علم اور یقینِ کامل نہیں ہوتا تو وہ اِنسان شیطنیت کا مجسمہ بنا ہوا ہوتا ہے۔

حکایت نمبر ۲:

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے چار علوم اِختیار کیے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا! وہ کون سے چار علوم ہیں؟ فرمایا: (۱) میں نے جان لیا کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے اِس لئے لالچ نہیں کرتا، محنت کرتا ہوں۔ (۲) میں نے یہ جان لیا کہ اللہ ﷻ کا مجھ پر حقِ بندگی ہے جس کو سوائے میرے اور کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ (۳) میں نے یہ جان لیا کہ میرا ایک تلاش کرنے والا ہے۔ (یعنی موت) کہ میں اُس سے بھاگ نہیں سکتا' اِس لئے میں نے اُس کا سامان کر لیا ہے۔ (یعنی نیک کام کرتا ہوں)۔ ب میں نے یہ جان لیا ہے کہ میرا ایک مالک ہے جو میرے اَحوال سے واقف ہے اِس لئے میں نے اُس سے شرم کی ہے اور نا کردنی کاموں سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے اور جب اِنسان یہ جانتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو دیکھ رہا ہے۔ تو وہ کوئی اَیسا کام نہیں کرتا جس سے اُس کو اللہ ﷻ کے سامنے قیامت کے روز شرمسار ہونا پڑے۔ (اگر کوئی یہ چار علوم حاصل کر لے تو وہ سلوک کی منزلوں کو آسانی سے طے کر سکتا ہے)۔ فرماتے ہیں: حضرت بوعلی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔

''علم'' جہالت کی موت ہے۔ دِل کا زندہ ہونا اور کفر کی تاریکی سے اِیمان کی آنکھ کا روشن ہونا ہے۔ جس شخص کو معرفتِ الٰہی کا علم نہیں اُس کا دِل جہالت کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اہلِ غفلت کا

۱؎ بنی اسرائیل: ۸۵۔

دِل بیمار ہے کہ وہ اُس کے اَحکام (اَوامر و نواہی) سے بے خبر ہیں''۔

تین قسم کے لوگوں کی مجلس سے پرہیز:

فرماتے ہیں: شیخ المشائخ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے کہ ''تین اَقسام کے لوگوں کی محفل سے پرہیز کرو''۔(۱) غافل علماء۔(۲) خوشامدی فقراء۔ اور (۳) جاہل صوفیاء۔

غافل علماء:

وہ ہیں جنھوں نے دنیا کو دِل کا قبلہ اور شریعت سے آسان چیزوں کو اختیار کرکے ظالم حاکموں کی پرستش کو اپنا وطیرہ اور اُن کے ڈیروں، دفاتر اور مراکز (درگاہوں) کو اپنی طواف گاہ بنا رکھا ہے اور لوگوں کی نظر وقعت حاصل کرنے کو اپنا محراب بنا کر غرور اور دانائی پر فریفتہ اور اپنے کلام کی باریکی میں مشغول ہوگئے ہیں اور آئمہ دین اور اُستادوں کے حق میں لعن طعن کی زبان دراز کرکے بزرگانِ دین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ زیادتی اور مبالغہ کی اِس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ اُن کی نظر میں اِس کا کچھ بھی وزن نہ رہا۔ کیونکہ کینہ اور حسد کو اُنہوں نے اپنا مذہب بنالیا ہے۔ الغرض یہ سب لوگ حقیقی عالم نہیں ہوتے جب کہ علم ایک ایسی صفت ہے، جس کی بدولت ہر قسم کی جہالت کی بات اُس کے موصوف سے دُور ہوجاتی ہے۔

خوشامدی فقراء:

وہ ہیں کہ جب کوئی اُن کی خواہشِ نفس کے مطابق کام کرے تو اگر چہ وہ فعل باطل ہی ہو وہ اُس کی مدح کریں اور جب کوئی شخص اَیسا کام کرے جو اُن کی خواہش کے مخالف ہو تو اگر چہ وہ فعل حق ہی ہو وہ اُس فعل کی وجہ سے اُس کی مذمت کریں اور وہ لوگوں سے اپنے عمل اور برتاؤ کے باعث مرتبہ کی طمع کریں اور خلقِ خدا کو باطل اُمور کی تلقین کریں۔

جاہل صوفیاء:

وہ ہیں جو نہ کسی مرشد کی صحبت میں رہے اور نہ کسی بزرگ سے اَدب سیکھا اور نہ ہی زمانہ کے مصائب جھیلے بلکہ باطنی اَندھے پن سے فقیرانہ لباس پہن کر اپنے آپ کو لوگوں کے درمیان ڈال دیا اور اُن کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی بے عزّتی پر خوشی کا اِظہار کرتے ہیں۔ حماقت نے اُن کو اِس بات پر اُبھارا ہے کہ سب لوگوں کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ اِسی لئے حق و باطل میں تمیز کرنے کے طریق میں ناقص ہیں۔ یہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے اور اپنے طریق میں ناقص ہیں۔

فرماتے ہیں: حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''میں نے تیس سال کا مجاہدہ کیا مگر میں نے علم اور اِس کے مطابق عمل کرنے سے اور کسی چیز کو اپنے لئے مشکل نہیں پایا''۔

الغرض فرماتے ہیں:

(۱) آگ پر قدم رکھنا، شریعت و طریقت کے لئے علم کے مطابق چلنے سے زیادہ آسان ہے۔(۲) پل صراط پر ہزار بار گزرنا جاہل کے نزدیک علم کا ایک مسئلہ سیکھنے سے زیادہ آسان ہے۔(۳) فاسق کے لئے دوزخ میں رہنا علم کے ایک مسئلہ پر عمل کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

فرماتے ہیں پس تیرے لئے علم سیکھنا اور اس میں کمال حاصل کرنا لازم ہے۔

عالم درویش صوفی کا واقعہ:

فرماتے ہیں: ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہوگئی۔ بادشاہ نے درویش سے کہا کہ کوئی چیز مانگ لو۔ درویش نے کہا میں اپنے غلاموں کے غلام سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیسے؟ درویش نے کہا میرے دو غلام ہیں جو دونوں آپ کے مالک ہیں ایک حرص اور دوسرا لمبی اُمید یعنی آرزو، خواہش۔

حکایت نمبر۳:

فرماتے ہیں: صاحبِ علم بزرگ اُستاد ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے

(اپنے اپنے علم کے مطابق) فقر و غناء کے بارے میں کلام کیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے لئے ایک بات اختیار کر لی ہے۔ لیکن میں اِس بات کو اختیار کرتا ہوں جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ میرے لئے پسند فرمائے اور مجھے اِس میں محفوظ رکھے اگر وہ مجھے دولت مند کر دے تو غافل نہ رہوں اور اگر درویش کر دے تو حریص نہ بنوں۔ پس غنا نعمت ہے اور اِس میں غفلت' آفت ہے اور فقر نعمت ہے اور اِس میں ناشکری اور حرص ہلاکت ہے۔

نماز کی حقیقت کے بارے میں فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق نے فرمایا ہے: **وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ** ''اور نماز قائم کرو' اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: **وَ اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ** ''نماز قائم کرو اور وہ جو تمہارے ملک میں ہیں''۔ (اُن کا خیال رکھو)۔

نماز ایک مخصوص عبادت ہے جو روزانہ چند مخصوص اَحکام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے پانچ وقتوں میں نمازیں ادا کرو۔

حدیث شریف میں ہے۔''حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ جب نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ ﷺ کے قلبِ منور میں اَیسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی دیگ میں' جس کے نیچے آگ جلتی ہو''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نماز کا قصد کیا کرتے تھے تو آپ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے باہر سر نکال دیتے اور آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اُس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے جس کے اُٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آ گئے تھے۔

حضرت حاتم اصم (علیہ الرحمہ) کی نماز:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ جب نماز کا وقت آ جاتا ہے تو ایک وضو ظاہر کا کرتا ہوں اور ایک باطن کا۔ ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے۔ پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد بیت الحرام کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مقام ابراہیم کو اپنے دو اَبرو کے سامنے رکھتا ہوں، بہشت کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں اور ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر نہایت حُرمت کے ساتھ قیام' بڑی ہیبت کے ساتھ قرأت' خاکساری کے ساتھ رکوع، عاجزی کے ساتھ سجود' بڑے حلم و وقار کے ساتھ قعود اور پھر آخر میں شکرِ حق کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں اور توفیق قبضہ' قدرت میں ہے۔

نماز کے فوائد:

یہ جاننا چاہئے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق، اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ کی راہ میں ابتداء سے اِنتہا تک اِسی سے راہِ حق پاتے ہیں اور اِسی میں مشغول ہوتے ہیں۔ اِن کے مقامات عموماً اِس میں کشف ہوتے ہیں۔ چنانچہ طہارت طالبانِ حق کے لئے توبہ ہوتی ہے اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا شیخ کامل کے ساتھ تعلق کے قائم مقام ہے اور قیام کرنا مجاہدہ' نفس اور قرأت ذکر دوام اور رکوع تواضع اور معرفتِ نفس اور تشہد، اُنسِ حق اور سلام دنیا سے علیحدگی اور مقامات کی پابندی سے نکلنے کے قائم مقام ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع ہو جاتے تو کمالِ حیرت کے محل میں شوق دیدار کے طالب ہوتے اور فقط یادِ حق سے تعلق مضبوط کرتے، پھر فرماتے: **اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ** ''اے بلال ﷛ ہمیں نماز سے خوش کرو''۔

یعنی نماز کی اذان دو تا کہ نماز پڑھ کر راحت قلب حاصل کریں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ** ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے''۔ یعنی مجھے نماز ہی میں سرور اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سچے فرمانبردار کی علامت یہ ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اُس کے لئے مقرر رہتا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وہ اُس بندہ کو نماز ادا کرنے پر آمادہ کرے اور اگر وہ شخص سو رہا ہو تو اُسے بیدار کر دے اور یہ علامت حضرت سہل بن عبداللہ تستری

رحمۃ اللہ تعالیٰ میں ظاہر تھی۔ اِس لئے کہ آپ بوڑھے اور معذور ہو گئے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آیا تو ٹھیک ٹھاک ہو جاتے اور نماز ادا کر چکتے تو پھر عاجز اور معذور کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔

روایت ہے کہ حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ رات دن میں چار سو رکعت نماز پڑھنا لازم رکھتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ جو اتنے بلند درجہ پر ہیں تو اس قدر رنج اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ سب رنج و راحت تیرے اپنے حال میں ظاہر ہوتا ہے اور دوستانِ حق جو فانی الصفت ہوتے ہیں اُنہیں نہ رنج محسوس ہوتا ہے نہ راحت۔ خبردار سستی کا نام حق تک پہنچنا اور حرص کا نام طلبِ حق نہ رکھنا۔

فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ جب بوڑھے ہو گئے تو روزانہ ایّام جوانی کے اَوراد میں سے کوئی وِرد بھی نہ چھوڑتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا' اے شیخ! اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں اِن اَوراد میں سے کچھ چھوڑ دیجئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ چیزیں ہیں کہ شروع سلوک میں، میں نے جو کچھ پایا اِنہی کی بدولت پایا۔ اَب محال ہے کہ اِنتہائے سلوک میں اِن کو ترک کر دوں۔''

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ بچھو نے اُس کو نماز میں چالیس جگہ کاٹا اور اُس میں کچھ بھی تغیر ظاہر نہ ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے اُس سے کہا: ''اے امّاں جان آپ نے اس بچھو کو کیوں نہیں ہٹایا؟ تو وہ اُنہوں نے فرمایا: لڑکے تو اَبھی بچہ ہے۔ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے میں خداوند تعالیٰ کے کام میں اپنا کام کرتی''۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال سفر کیا مگر میری کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور جمعۃ المبارک کے روز میں ایک قصبہ میں ہوتا تھا اور نماز کے اَحکام اِس سے زیادہ ہیں کہ اُن کو بیان کر سکیں لیکن مقامات میں سے جو بات نماز سے تعلق رکھتی ہے وہ محبتِ الٰہی ہے۔

تصحیح نامہ

غلط	صحیح	صفحہ نمبر	کالم نمبر	سطر
بائب	نائب	۳۸	۱	۲
قاہری	قاہرہ	۳۸	۱	۱۳
گھوڑے	گھوڑا	۳۸	۱	۲۵
کے	کے لئے	۳۸	۲	۲
تین	تین شرائط	۳۸	۲	۳
بات	جو بات	۳۸	۲	۴
کا	کی	۳۸	۲	۸
اگر۔۔۔کردو	اگر ثابت کردو	۳۸	۲	۱۵
میں بھی	میں اور میرے مرید بھی	۳۸	۲	۱۵
ہوگے	ہوگئے	۳۸	۲	۲۸
کو	آپ کو	۳۸	۲	۲۸
کا	کو	۳۸	۲	۲۶
اُس	اُس نے	۳۹	۱	۱
سے	گروہ سے	۳۹	۱	۱۱
سے	سے مدد	۳۹	۱	۱۲
ہم	ہم نے	۳۹	۲	۳
دین	دیں	۳۹	۲	۱۸
کہیں گا	کسی کا	۳۹	۲	۲۷
جس پر	جس نے	۳۹	۲	۲۷
البقرۃ:۳۵	البقرۃ: ۱۳۵	۴۰	۱	۵
بلکہ	بلکہ ہم	۴۰	۱	۲
تھ	تھا	۴۰	۱	۹
السلام	اسلام	۴۰	۲	۴
جدا	جُدا یک	۴۰	۲	۹
دیا	دبا	۴۰	۲	۱۲
پروپ	پر وہ	۴۰	۲	۱۲
گھوٹ	گھوڑا	۴۰	۵	۱۷

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کی اِنتظامیہ کی غلطی سے تصحیح شدہ پرنٹ کی بجائے غلطیوں والا پرنٹ شائع ہونے پر ادارہ قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے نیز جناب محمد رضوان فقیر صاحب کا مشکور و ممنون ہے جنہوں نے مذکورہ بالا پرغلطیوں کی نشاندہی فرمائی۔

بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری

(ادارہ)

اِنعام یافتہ لوگوں کے ساتھ:

(اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا (آپ ﷺ) فرماتے تھے مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ جو نبی اللہ (علیہ السلام) بیمار ہوتے ہیں اُنہیں (وصال سے پہلے) اِختیار ہوتا ہے، چاہے دُنیا میں رہیں، چاہیں آخرت کا سفر اِختیار کریں۔ ☆ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے جس مرض میں آپ ﷺ کا وصال ہوا، میں نے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۝ (النسآء:۶۹) میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو بھی اختیار ملا ہے۔ ۲۵ (اور آپ ﷺ نے سفرِ آخرت کو پسند فرمالیا ہے)۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السّلام اور عام آدمی کا دُنیا سے جانا بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ عام آدمی کا وقت آخیر آجائے تو اُس کی روح ملک الموت (علیہ السلام) بغیر صلاح و مشورہ کے قبض کر لیتے ہیں جبکہ انبیاء کرام علیہم السّلام کو دُنیا و آخرت میں سے ایک کے انتخاب کا اِختیار دیا جاتا ہے۔ اُن کو جانے کے لئے مطلع کیا جاتا ہے اور جانے کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ:۱۳۳) ''جب (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کے پاس موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں سے (جو اُس وقت وہاں موجود تھے) فرمایا: میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو بیٹوں نے عرض کیا ہم اُس اِلٰہ کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبودِ (برحق) ہے اور آپ کے باپ داداؤں (حضرت) ابراہیمؑ (حضرت) اسماعیل اور (حضرت) اسحاق (علیہم السلام) کا معبود ہے۔ جو ایک اِلٰہ ہے اور ہم اُسی کے لئے اِسلام لانے والے ہیں۔ ہم اُسی کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں''۔ مقامِ غور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے نبی حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام موت کے آجانے پر بھی اپنے بیٹوں سے کس طرح گفتگو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور بالکل مطمئن ہیں۔ اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السّلام کا سفرِ آخرت کس انداز میں ہوتا ہے۔

حضرت سیّدنا موسیٰ (علیہ السلام) کا واقعہ:

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا واقعہ ملاحظہ ہو! جس سے شانِ انبیاء کرام علیہم السّلام کے بارے میں ذہن وضمیر کی اِصلاح ہوتی ہے اور اِصلاح سے چمک پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ ''جب موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل علیہ السلام) کو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے طمانچہ مارا اور اُن کی آنکھ پھوڑ دی۔ ملک الموت (علیہ السلام) اپنے پروردگار کی بارگاہِ بے کس پناہ میں واپس لوٹ گئے اور عرض کرنے لگے اے ربِ ذوالجلال والاکرام تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا (سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے محبوب بندوں کی)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن کی آنکھ درست فرمادی''۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے فرمایا: اِرْجِعْ ''واپس اُن کے پاس جاؤ''۔ فَقُلْ لَهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ ''اور اُن سے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھیں تو جتنے بال اُن کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال

کے بدلے میں ایک سال عمر (بڑھا) دی جائے گی''۔ (حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کا پیغام سنایا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا' اَیْ رَبِّ ثُمَّ ذَا ؟ اے میرے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: ثُمَّ الْمَوْتُ پھر (ازلی فیصلہ) موت! تو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا تو پھر اَبھی سہی''۔[۱]

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا واقعہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ ذَالِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) نے ایک بندے کو اِختیار دیا ہے کہ دُنیا میں رہے یا چاہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس (جو نعمت و کرامت کو لے) اِس کو اِختیار کرے۔ اُس بندے نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کے پاس جانے کو اِختیار کیا ہے۔ یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) روئے۔ راوی کہتے ہیں ہمیں اُن کے رونے پر تعجب ہوا۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ تو ایک ''عبد'' کی خبر دے رہے ہیں جسے اِختیار دیا گیا تھا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا وہ جناب رسالت مآب ﷺ تھے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہم سب سے زیادہ جانتے تھے''۔[۲]

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے دُنیا سے جانے کا اِختیار عطا فرمایا۔ اِن واقعات کے لکھنے کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ مسلمانوں کو اِس بات کا علم ہو جائے کہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا نہیں سمجھنا چاہئے۔ عام لوگوں اور اَنبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ ایک جیسا نہیں۔ اَنبیاء تو اَنبیاء کرام علیہم السلام ہیں' ربِّ ذوالجلال والاکرام تو جب اپنے کسی غیر نبی مقرب بندے کو خصوصی مراتب سے نوازتا ہے تو عام بندہ اُس سے برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا چہ جائیکہ انبیاء کرام علیہم السلام سے برابری کا دعویٰ کیا جائے۔ ولی کی شان ملاحظہ فرمائیں:۔

حدیث قدسی:

حدیثِ قدسی جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم کا اِرشادِ عظیم ہے مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ یَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہٗ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ [۳] ''جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے' میں اُس کو خبر دیتا ہوں کہ میں اُس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے وہ عبادتیں مجھے سب سے زیادہ پیاری ہیں جو میں نے فرض قرار دی ہیں اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادات بجالا کر میرے اِتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُس

[۱] مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۷۴' حدیث نمبر ۲۰۵۳۰' قرطبی جلد ۲ جز ۶ ص ۱۳۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۹' نسائی جلد ۱ ص ۲۹۶' مسلم جلد ۲ ص ۲۶۷' البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۳۱۷' بخاری جلد ۱ ص ۴۸۲۔۸۔۱۷۔ [۲] بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸' مسلم جلد ۲ ص ۲۷۴' ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۵۲ حدیث نمبر ۳۲۵۹۰۔ [۳] بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰' تلخیص الحبیر لابن حجر جلد ۳ ص ۱۱۷' قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۳۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۶۴' جلد ۱۰ ص ۲۱۹' کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷' مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔

کو عطا فرماتا ہوں۔ وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے' تو میں اُس کو محفوظ رکھتا ہوں اور مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں' اِتنا تردد (پس وپیش) نہیں ہوتا جتنا اپنے بندۂ مومن (ولی) کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) بُرا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اُسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے۔ (مگر اِس تکلیف کا انجام اُس کے لئے نہایت عمدہ ہوتا ہے)''۔

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کی لائبریری میں مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کی ''تفسیر ثنائی'' موجود ہے جس کے شروع میں مختلف مولوی صاحبان کے مختصر حالات زندگی لکھے گئے ہیں جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''سرگودھا جانے سے تقریباً'' مہینہ بعد ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو دائیں پہلو پر فالج ہوا۔ سماعت' بصارت' شناخت اور گویائی کی قوتیں زائل ہوگئیں۔ ہر قسم کا علاج کرایا گیا جس کے نتیجے میں تھوڑا بہت پہچاننے تو لگے تھے مگر بولنے کی سکت باقی نہ رہی تھی''۔

اندازہ فرمائیں اَولیاء اللہ کی اور عام لوگوں کی اَموات میں کتنا فرق ہے۔ اَیسے ہی اَولیاء اللہ اور عام لوگوں کی زندگیاں بھی واضح فرق رکھتی ہیں۔ ظاہرہ بشرہ سے اپنے پر قیاس' علمی یتیمی کا ثبوت ہے۔ (م۔ا۔ی)

۲۵ ''یہ آیت اُس وقت اُتری جب ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا' یارسول اللہ مجھ کو آپؐ سے بے حد محبت ہے۔ گھر میں رہوں تو چین نہیں آتا۔ جب آپؐ کی صورت مبارک آکر دیکھتا ہوں' تو دل کو تسلی ہوتی ہے۔ کیسے دیکھ سکوں گا۔ ایک روایت میں یوں ہے مجھ کو یہ فکر ہے کہ بہشت میں جاؤں گا تو آپؐ کو کیسے پاؤں گا؟ اگر آپؐ کا جمال مبارک نہ دیکھوں تو بہشت میں چین نہیں آئے گا۔ مولانا فضل الرحمان صاحب فرماتے ہیں ایک شخص سب کے ساتھ کیونکر ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے اگر وہ سب کا پیارا ہوا تو سب کے ساتھ ہوگا۔ ۳۶ (تیسیر الباری جلد ۶ ص ۹۱ من وعن)

۳۷ اہلِ اِیمان اِسی لئے انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین' شہدا اور صالحین اولیاء کرام بزرگانِ دین سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں کہ اُن کا اپنے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ہر بات پر پورا پورا یقین ہے۔ باقی تمام فرقے صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے ہیں کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے کوئی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذات وصفات کی تنقیص کرکے جماعتِ منافقین کو بڑھا رہا ہے کوئی صحابہ کرام ﷢ کی مخالفت کرکے رافضیوں کی فہرست میں اپنا نام درج کروا رہا ہے اور کوئی اہلِ بیتِ اَطہار ﷢ پر اِعتراض کرکے خارجیوں سے محبت کا اِعلان کر رہا ہے۔ واضح رہے جو جس فرد یا جماعت سے محبت کرتا ہے اُسی کے گیت گاتا ہے۔ کتنے خوش عقیدہ اور خوش نصیب ہیں اہلِ اِیمان جو اِن تمام اَقسام کے لوگوں سے جدا ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی جماعت سے محبت رکھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی جماعت میں کون کون شامل ہیں؟ انبیاء کرام علیہم السلام' صدیقین' شہداء' صالحین' اولیاء کرام علیہم الرضوان اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ جنت میں جہاں یہ ہستیاں ہوں گی وہاں اُن کے ماننے والے بھی ہوں گے۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

صدمہ برادرِ طریقت محترم المقام جناب حاجی محمد ندیم اقبال یوسفی صاحب (حویلی لکھا والے) کے والد گرامی 63 سال کی عمر میں 10-12-2011 بروز ہفتہ بمطابق 14 محرم الحرام شام 4 بجے انتقال فرماگئے اور خالقِ حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ o مرحوم نے پسماندگان میں ابیوہ ۳ بیٹیاں اور ۳ بیٹے چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ حضرت علامہ مولانا الحاج قاری بشیر احمد شاکر قادری صاحب نے پڑھائی اور قل شریف کی محفل میں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی نے ایصالِ ثواب کے موضوع پر روح پرور عقائد کو پختہ کرنے والا اور اعمال کو درست کرنے والا بیان فرمایا۔ بفضلہٖ تعالیٰ

برادرانِ طریقت' نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب' انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب اور ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کے تمام عہدیداران اور اراکین حاجی محمد ندیم اقبال یوسفی صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

اوراد و وظائف محمدیہ یوسفیہ

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

کام کی تکمیل کے لئے وظیفہ

مشکلات اور مصائب سے بچنے کا وظیفہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب تو کسی مشکل یا مصیبت میں گرفتار ہو تو کہہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ [1] تو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اَقسام اَقسام کی بلاؤں میں سے جس سے چاہے گا' رہائی عطا فرمائے گا۔

کپڑوں کو شیطان سے بچانے کا طریقہ:

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَلْجِنُّ یَسْتَمْتِعُوْنَ بِمَتَاعِ الْاِنْسِ وَثِیَابِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ مِنْکُمْ ثَوْبًا اَوْ وَضَعَہٗ فَلْیَقُلْ (بِسْمِ اللّٰہِ) فَاِنَّ اِسْمَ اللّٰہِ طَابِعٌ [2] ''جن انسانوں کے سامان اور کپڑے اِستعمال کرتے ہیں پس جو تم میں سے کپڑا اُٹھائے یا رکھے تو کہے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کیونکہ اللہ عزوجل کا اسم مہر ہے''۔

خوبصورت اَنداز میں بِسْمِ اللّٰہِ لکھنے اور پڑھنے کی برکت سے گناہوں کی معافی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُجَوَّدَۃً تَعْظِیْمًا لِلّٰہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ [3] ''جس نے تعظیم اِلٰہی کی خاطر خوبصورت اَنداز میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو لکھا اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اِس اَنداز میں خوبصورت لکھنے والے کے سب گناہ معاف فرمادے گا''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں: تَنَوَّقَ رَجُلٌ فِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَغُفِرَلَہٗ [4] ''ایک شخص نے خوبصورت اور ترتیب کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی تو اُسے بخش دیا گیا''۔

تعظیمِ بِسْمِ اللّٰہِ کا عمل اور مقام صدیقین:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں جس نے اُس کاغذ کو اُٹھا لیا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ لکھی ہوئی تھی تاکہ اُس کی بے اَدبی نہ ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ اَقدس میں وہ شخص صدیقین میں لکھا جائے گا اور اُس کے والدین سے عذاب کی تخفیف کی جائے گی اگرچہ وہ کافر ہوں گے۔ [5]

سوتے وقت سورۃ الفاتحہ کا ورد:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اِذَا وَضَعْتَ جَنْبَکَ

---

[1] دُرِّ منثور جلد اص ۲۶۔ [2] دُرِّ منثور جلد اص ۲۶۔ [3] دُرِّ منثور جلد اص ۲۷۔ [4] دُرِّ منثور جلد اص ۲۷۔ [5] دُرِّ منثور جلد اص ۲۹۔

عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَاْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْمَوْتَ ۶ ''جب تم بستر پر لیٹوتو سورۃ الفاتحہ اور (سورۃ الاخلاص) یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لوتو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو گے''۔

اِسی طرح حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَخَذَ اَحَدُكُمْ مُضْجَعَهُ لِيَرْقُدَ فَلْيَقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَ سُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُوَكِّلُ بِهٖ مَلَكًا يَهُبُّ مَعَهُ اِذَا هَبَّ ۷ ''جب تم میں سے کوئی سونے کے لئے بستر پر جائے تو اُسے اُم القرآن اور ایک سورۃ پڑھنی چاہئے کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) ایسے شخص پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اُس کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے''۔

ہر بیماری سے شفا حاصل کرنے کا وظیفہ:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں فرمایا: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَخْيَرِ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقُرْاٰنِ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَاَحْسَبُهُ قَالَ: فِيْهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ۸ ''کیا میں تجھے اُس سورۃ کے بارے میں نہ بتاؤں جو قرآنِ مجید میں سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ اور میرا خیال ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اِس سورۃ مبارک میں ہر بیماری کی شفا ہے''۔

سورۃ الفاتحہ شریف میں شفاء ہے:

حضرت عبدالمالک بن عمیر علیہ الرحمہ سے ثقہ راویوں سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ۹ ''سورۃ الفاتحہ میں ہر مرض کے لئے شفاء ہے''۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ ۱۰ ''سورۃ فاتحۃ الکتاب میں ہر زہر کے لئے شفاء ہے''۔

سانپ کے ڈسے کو دَم:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم نے قیام کیا۔ تو ایک لڑکی ہمارے پاس آئی اور کہا اِس قبیلہ کا سردار ڈسا گیا ہے اور ہمارے قبیلے کے لوگ موجود نہیں ہیں۔ کیا تم میں کوئی دَم کرنے والا ہے؟ (فرماتے ہیں) میں خود ہی اُٹھ کھڑا ہوا میرے ساتھی یہ گمان کرتے تھے کہ میں دَم کرنے والا نہیں۔ میں نے اُسے دَم کر دیا اور وہ اچھا ہو گیا اور مجھے تیس بکریاں (اِنعام کے طور پر) دینے کے لئے کہا اور ہم سب کو دُودھ پلایا جب میں واپس آیا تو اُنہوں نے کہا کیا تو دَم کرنا جانتا ہے؟ یا تو دَم کیا کرتا ہے؟ میں نے کہا میں نے صرف (سورۃ) الفاتحہ پڑھ کر دَم پھونکا ہے۔ اُس وقت ہماری رائے یہ قرار پائی کہ بکریوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو (اِن کا لینا درست ہے یا نہیں) جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جائیں یا آپ ﷺ سے پوچھ نہ لیں۔ خیر جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو ہم نے اِس کا ذکر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ دَم ہے؟ (اُنہوں نے عرض کیا) میں نے آپ (ﷺ) سے سن رکھا تھا کہ سورۃ الفاتحہ میں شفاء ہے۔ پھر بکریوں کے بارے میں فرمایا: اَب ایسے کرو بکریاں تقسیم کر لو ایک حصہ میرا ابھی رکھ لو''۔ ۱۱

---

۶ ابن کثیر جلد ا ص ۱۴، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۴۱۶، دُرِ منثور جلد ا ص ۱۵، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۲۱، مواہب الرحمان جلد ا ص ۱۰۔ ۷ دُرِ منثور جلد ا ص ۱۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۲۵۶۔ ۸ دُرِ منثور جلد ا ص ۱۴، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۰۸۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۱۸۹، دارمی جلد ۲ ص ۴۴۵، شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۶، دُرِ منثور جلد ا ص ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۰ دُرِ منثور جلد ا ص ۱۴، قرطبی جلد ا جز ا ص ۱۱۲۔ ۱۱ بخاری جلد ۲ ص ۳۹، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۸۵۴۔ ۳۹، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۵۱۲، شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۵، مستدرک حاکم جلد ا ص ۴۶۷۔

بچھو کے ڈسے کو دَم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے چند اصحاب رضی اللہ عنہم' ایک چشمہ پر پہنچے' وہاں ایک شخص تھا جس کو بچھو (یا سانپ) نے ڈس لیا۔ اُن چشمہ والوں میں سے ایک شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور کہنے لگا تم میں سے کوئی بچھو کے ڈسے کا بھی دَم جانتا ہے۔ اِس چشمہ پر ایک شخص کو بچھو نے کاٹا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) اُس کے ساتھ گئے اور چند بکریاں اُجرت ٹھہرا کے سورۃ الفاتحہ شریف پڑھ کر اُسے دَم کیا وہ شخص اچھا ہو گیا۔

(حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے پاس آئے' اُنہوں نے اِسے مکروہ جانا' کہنے لگے اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب پر اُجرت لینا' یہ کیا ہوا؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ (شریف) پہنچے تو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اِس بارے میں (شکایت) کردی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ [۱۲] ''سب سے زیادہ اُجرت لینے کے لائق تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی کتاب ہے''۔ ''حدیث شریف سے یہ نکلا کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز ہے''۔ (وحید الزماں غیر مقلد تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۰۲ من وعن)

جنون سے شفاء کا وظیفہ:

حضرت خارجہ بن الصلت تمیمی علیہ الرحمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا پھر جب میں آپ ﷺ کے پاس سے اپنے وطن کو لوٹا تو ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کے پاس ایک مجنون شخص لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ اُن لوگوں نے (ہمیں دیکھ کر) کہا تمہارے پیغمبر ﷺ بہت سی خوبیاں لائے ہیں' بھلا تمہارے پاس اِس مجنون کے لئے بھی کوئی دوا ہے؟ تو (راوی کہتے ہیں) میں تین دن تک اُس پر سورۃ 'فاتحۃ الکتاب ہر روز دو مرتبہ (صبح و شام) پڑھ کر دَم کرتا رہا اور اپنی اُنگلیوں کے پورے جمع کر کے پھونک مارتا رہا۔ (اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور سورۃ الفاتحہ کی برکت سے) وہ مجنون صحیح ہو گیا تو اُن لوگوں نے مجھے ۱۰۰ بکریاں دیں' میں اُن کو لے کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کُلْ فَمَنْ اَکَلَ بِرُقْیَۃٍ بَاطِلٍ فَقَدْ اَکَلْتَ بِرُقْیَۃٍ حَقٍّ [۱۳] ''کھاؤ اور جو باطل دم کے ساتھ کھاتا ہے (اُس کے لئے جائز نہیں) تو نے تو حق دم کے ساتھ کھایا ہے۔ (یہ بکریاں تمہارے لئے جائز ہیں) تم کھاؤ کیونکہ تو نے رقیہ حق سے کھایا ہے۔ جس نے رقیہ باطل سے کھایا اُس نے بُرا کھایا۔

جن اور شیطان کی آنکھ سے بچنے کا وظیفہ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ وَ اٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ لَا یَقْرَؤُھُمَا عَبْدٌ فِیْ دَارٍ فَتُصِیْبُھُمْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ عَیْنُ اِنْسٍ اَوْ جِنٍّ [۱۴] ''جو شخص فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی اپنے گھر میں پڑھتا ہے اُس دن اُس کے گھر والے انسان اور جن کی آنکھ سے بچے رہتے ہیں''۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۱/۴۰ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

[۱۲] بخاری جلد ۲ ص ۸۵۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۷۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۴۳۰' جلد ۶ ص ۱۲۴' جلد ۷ ص ۲۴۳' قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۳۳۵' دار قطنی جلد ۳ ص ۶۵۔
[۱۳] مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۴۷' مواہب الرحمان جلد ۱ ص ۱۰' دلائل النبوۃ جلد ۷ ص ۹۲۔ [۱۴] دُر منثور جلد ۱ ص ۱۶۔

ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا اعزاز

(ادارہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد علیم وخبیر کے فضل وکرم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رحمت اور سیدی مرشدی امین علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کے زیر سایہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' ۲۲ سال سے مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت کی تعلیم وتبلیغ اور اِشاعت میں مصروف ہے۔ بے شمار علماء کرام اور ہزاروں قارئینِ کرام اپنی تقاریر اور تبلیغ میں ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ قارئینِ کرام خصوصی دُعا فرمائیں کہ یہ سلسلہ بخیر وعافیت جاری وساری رہے اور مدیر اعلیٰ سمیت تمام انتظامیہ اور لکھنے والے حضرات صحت وتندرستی کے ساتھ اِس مشن کو جاری رکھیں اور یہ مشن دن گیارہ ہزار گنا اور رات بارہ ہزار گنا ترقی کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالبِ دُعا: **ابوبکر کمپیوٹر سنٹر**

ماہنامہ سیدھا راستہ حاصل کرنے کے مراکز

(۱) **جامع مسجد نگینہ** 977-A بلاک B-III' گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور۔0300-4274936

(۲) **مکتبہ کرمانوالہ** گنج بخش روڈ لاہور۔

(۳) **میاں لائٹ ہاؤس** دکان نمبر 3-B حافظ الیکٹرک مارکیٹ شمع بلڈنگ شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔فون نمبر 3763624

(۴) **نیو وے اکیڈمی**، ۱۰ شیر شاہ روڈ نزد ٹو کے والا چوک شاد باغ لاہور۔ فون نمبر 0300-8194301

(۵) **اقراء پردہ کلاتھ ہاؤس** 28-B لاہور پلازہ موچی پورہ چوک ٹاؤن شپ لاہور۔فون نمبر 0301-4757176

(۶) **قیصر مختار اینڈ برادرز** 46 برانڈتھ روڈ لاہور 37652098

(۷) **عقیل سوٹ ہاؤس** 28 کارنر نواب بازار اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور۔37634227

(۸) **نیو عثمان بیٹری سیل اینڈ سروس** دکان نمبر 23 سنٹر فلیٹ مین روڈ فیصل ٹاؤن لاہور 35166474

(۹) **عثمان الیکٹرک ہارڈ ویئر اینڈ سینٹری سٹور** مین بازار قلعہ گوجر سنگھ لاہور۔ 36376088

(۱۰) **جامعہ یوسفیہ برائے طالبات** محلہ پیر اسلام حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپالپور۔فون نمبر 0333-6943019

(۱۱) **فور سیزن فیشن** دکان نمبر 80/PS شالیمار بازار اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور 04237634970

(۱۲) **AA فوٹوز و AA سپر سٹور** 1961 تیمور روڈ چوک شہیداں ملتان۔

(۱۳) **نیشنل بیٹری انڈسٹریز (پرائیویٹ لمیٹڈ)**

37 سلطانپورہ روڈ لاہور۔ 0300-8459878

ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی اجتماع

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عنایت سے ہر ہفتہ کو بعداز نماز عشاء **جامع مسجد نگینہ** 'A-977 'بلاک B-III' گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور میں دینی بھائیوں کو دعوت وتبلیغ کا طریقہ کار سکھانے کیلئے تربیتی وتعلیمی اجتماع ہوتا ہے آپ تمام محبان اسلام اور عشاقان مصطفیٰ ﷺ کو شرکت کی دعوت ہے۔ دُعا انشاء اللہ تعالیٰ رات 10 بجے ہوگی۔

خصوصی بیان: **منیر احمد یوسفی** (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب

042-36880028,0300-4274936,